واللہ الغنی وانتم الفقراء ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ

(حصہ دوم)

از مجموعۂ افادات و فیوضات حضرت زبدۃ العارفین مولانا شاہ محمد بدرالدین صاحب
قادری زینبی جعفری صاحب سجادہ حضرت پیر مجیب رضی اللہ عنہ المعنی رسالہ

لمعات بدریہ
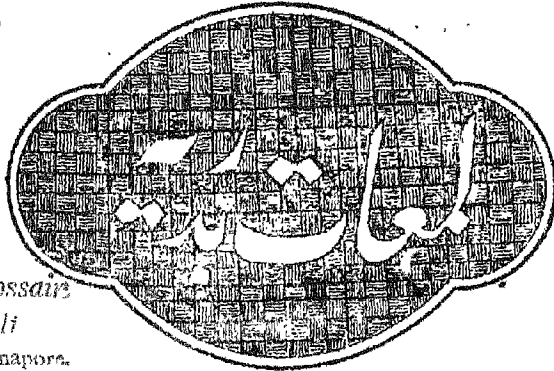
جمع کردہ و ترتیب دادہ عالیجناب معلی القاب مولوی حکیم سید محمد شعیب صاحب قادری
مجیبی پھلواروی شکر اللہ سعیہ از اہتمام خاکسار ناتمام سید محمد حسین منیجر دفتر معارف

بماہ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ

در مطبع مجیبی پھلواری شریف طبع شد

معارف

کیا ہے۔ باغ معرفت کا خوشرنگ اور ہرا پھول ہے۔ پھلواری میں مہینہ کی
ہر گیارہ تاریخ کو کھلتا ہے اور اپنے دلفریب خوشبو سے قدر دان اہل دلوں کے دماغ کو
معطر اور دلکو مسرور کرتا ہے۔ اس کے خوشبو کی لپیٹ سے نہ فقط صوبہ بہار کے لوگوں کے
مشام جان کو تازگی پہنچتی ہے بلکہ دیگر اضلاع وصوبوں میں بھی اسکی خوشگوار اور تیز بو
پھونچکر اہل معرفت کو مست کر رہی ہے صوفیوں کے جلسہ کے لایق مشائخوں کے مذاق کے
مطابق ہر صوفی مذاق اسکو اپنے گلے کا ہار بناتے ہیں۔ اہل دل اپنے سینہ میں دل کی
جگہ پر رکھتے ہیں اس قبولیت کیساتھ اسقدر کم داموں پر کوڑیوں کے مول وہ بھی
سال میں ڈھائی روپیہ قیمت پر مفت لوٹایا جاتا ہے اور بہت لوگ بے دام ایسے
قیمتی پھول توڑ کر لیجاتے ہیں۔ آپ بھی اگر اپنے مشام جان کو تازگی بخشنا چاہتے ہوں
تو ایک پھول اسکا لیکر معرفت کی خوشگوار بو حاصل کیجیے۔

پھلواری تشریف لائیے چمنستان معارف کی دل کھولکر سیر کیجیے۔ آپ اگر خود تشریف
ارزانی نفرما سکتے ہوں تو دفتر معارف پھلواری ضلع پٹنہ کے پتہ سے نائب مدیر کو
حکم دیجئے کہ یہ نایاب پھول آپکی جناب میں ڈالی لیکر حاضر ہو۔ انعام کیا ہر سال
میں صرف دو روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصولڈاک مرحمت فرمائیے۔ پھر گھر بیٹھے
ہر مہینہ بے تردد تر اور شاداب پھول کی ڈالیاں پیشکش ہوجایا کرینگی۔ اور
آپ خوش وقت اور مسرور ہوتے رہیں گے۔
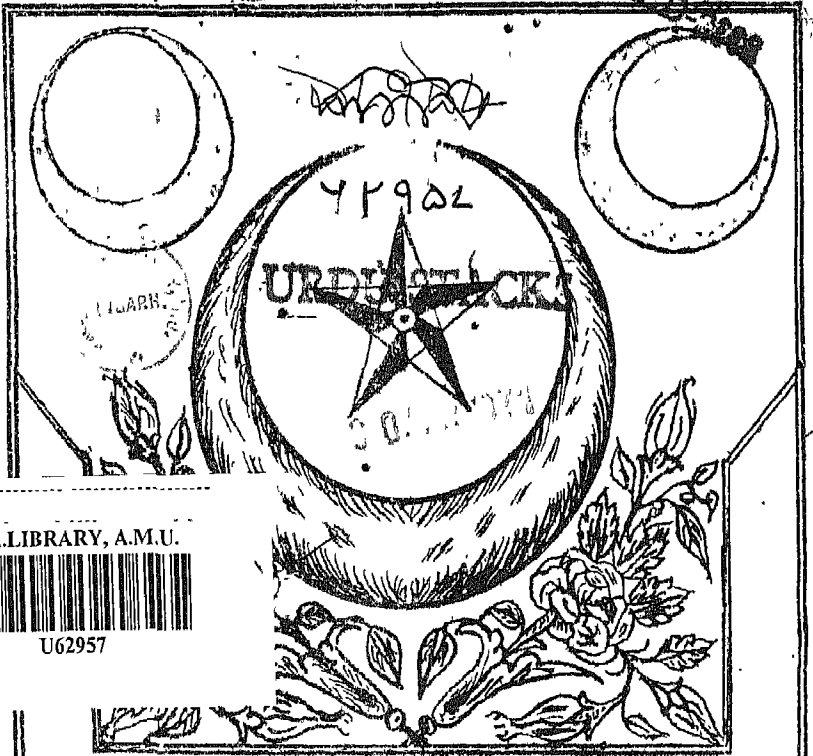
ہدیہ رساں نائب مدیر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد سید المرسلین
وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے لمعاتِ بدریہ کے پہلے حصہ
کی تدوین سے فرصت ہو گئی اور سنہ ۱۳۳۲ ہجری کی ربیع الاول میں بحسن و خوبی طبع ہو کر
شائع بھی ہو چکا۔ اب میں خدا پر بھروسا کر کے دوسرے حصہ کی ترتیب دینا شروع
کرتا ہوں۔ مجھے کامل یقین ہے کہ میرا کریم کارساز مجھے اس کوشش میں کامیاب
کرے گا اور اس حصہ کی تدوین و تکمیل بھی ہمارے خاطر خواہ ہو جاوے گی۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان

لمعۂ پنجم

طریقۂ سہروردی کی تحقیق میں اور اس بیان میں کہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کو حضرت سیدی غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے لقا ہوئی تھی اور فیضان قادریہ بھی آپ کو پہنچا تھا اور آپ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی طرف سے مجاز مطلق تھے۔

اس مضمون پر ہمارے حضرت پیر و مرشد مدظلہ العالی ومتعنا اللہ وجمیع المسلمین بطول بقائہ کو خامہ فرسائی کی ضرورت اس لئے داعی ہوئی اور آپ نے اپنے بیش بہا اوقات کو اس محققانہ مضمون کے نذر اس لئے کیا کہ نظام المشائخ دہلی کے کسی ایک پرچہ میں جناب سید انصر علی صاحب حیدرآبادی کی تحریر "تحقیق سہروردی" کی سرخی سے آپ کی نظر مبارک سے گذری جس میں حضرت شیخ الشیوخ کی نسبت حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا فیض یافتہ ہونے سے انکار کیا گیا تھا۔ اور جہاں کہیں شیوخ سہروردیہ اجازۃً قادریہ طریقہ میں لوگوں کی بیعت لیا کرتے ہیں ان کے نسبت یہ بات دکھائی گئی تھی کہ چونکہ طریقۂ قادریہ کی عام طور پہ بڑی عزت ہوتی ہے اور اکثر لوگ خصوصاً ارباب دولت و حشمت رؤسا و امرا اس امر کے طالب ہوتے ہیں کہ قادریہ طریقہ میں بیعت نصیب ہو اور نیز ان کے بعد چشتیہ طریقہ میں بیعت ہو۔ تو دوسرے طریقہ کے بزرگوں نے اپنے خاص طریقہ کو قادریہ مشہور کر رکھا ہے اور شجرہ بھی اسی عنوان کا دیا جاتا ہے حالانکہ اُس طریقہ کے بزرگ کو قادریہ فیضان کہیں سے بھی نہیں پہنچا ہے۔

چونکہ سید صاحب کا یہ خیال تمام تر تحقیق کے خلاف تھا اور عوام الناس کے لئے

شدید مغالطہ کا سبب اس لئے ہمارے حضرت پیر و مرشد مدظلہ تعالی نے محض غلط فہمی کے
دور کرنے کے خیال سے اس مضمون کے متعلق ایک محققانہ تحریر قلمبند فرما کر دفتر نظام المشائخ
دہلی مین جناب مولوی خواجہ شاہ حسن نظامی صاحب کے نام روانہ فرما کر حسبۃ للہ شائع
کر دینے کی خواہش ظاہر فرمائی - چونکہ مضمون طولانی تھا اسلئے ممدوح نے دو نمبر مین
مرۃ لیعد اخریٰ اسے دو ٹکڑے کر کے شائع کیا -

اس مضمون مین نہایت تحقیق کے ساتھ مستند اور محقق طریقون سے حضرت شیخ الشیوخ
کی لقاء حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے اور فیض پانا اور طریقہ حاصل کرنا سب دیکھا
گیا ہے -

طریق سہروردیہ کی تحقیق پر ایک نظر

خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی اس مضمون کے نسبت لکھتے ہین

پھلواری شریف کی خانقاہ کے ایک گوشہ نشین بزرگ نے یہ فاضلانہ مضمون
عنایت فرمایا ہے - جو اپنا نام ظاہر کرنا کسر نفسی سے خلاف تصور فرماتے ہین - ہم ایڈیٹر دہلی
صاحب کی تحریر اور بعد کی تحریرون پر آخر مین اپنی رائے ظاہر کرینگے ناظرین اس مضمون کو
غور سے پڑھین کیونکہ اس تحقیقات سے علاوہ معلومات کے اضافہ کے ایک پیچیدہ
مسئلہ کے حل ہونے کی امید ہے -

جناب مدیر رسالہ نظام المشائخ و نائب دبیر حلقہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - نظام المشائخ مطبوعہ ربیع الاول مین بعنوان
"طریق سہروردی کی تحقیق" حیدرآباد کے ایک بزرگ سید صاحب کی تحریر

میری نظر سے گزری جس کی عبارت جستہ جستہ ذیل میں لکھکر اُس کے متعلق اپنے علم ناقص کے مواق کچھ گزارش کرتا ہون۔ گو مین نہ عالم ہون نہ فاضل نہ محدث نہ محقق نہ درویش کامل نہ جناب سید صاحب پر کوئی معاندانہ حملہ کرنا چاہتا ہون نہ ان کے علم و فضل کی تنقیص مقصود ہے فقط اظہار امر حق نیک نیتی سے چاہتا ہون۔

اس تحریر مین اقوال سلف صالحین کو مین نے جمع کر دیا ہے جناب سید صاحب کی خدمت عالی مین التماس ہے کہ وہ اس ہیچمدان کی کمی علم سے قطع نظر فرماکر متقدمین کی تحریرون کی طرف غور کی نگاہ سے ملاحظہ فرمائین کہ وہ کیا لکھتے ہین۔

مین حیدرآباد کی حالت سے واقف نہین ہون۔ ہندوستان مین اسلامی ریاستون مین سب سے بڑی ریاست حیدرآباد ہے۔ وہان مال و دولت بھی بہت ہے ممکن ہے کہ وہان کے قادریہ طریقہ کے زمانہ حال یا کچھ پہلے کے مشائخ مین سے کسی کو دربار سرکار نظام مین عزت و رسوخ مشائخ سے زیادہ ہو گیا ہو اُن کے احتشام سے مرعوب ہو کر سہروردیہ کے کسی شیخ نے اپنے کو قادریہ مشتہر کر دیا ہو

ہندوستان کے دوسرے صوبون مین خصوصاً اودھ اور بہار کے علاقہ مین طریقہ سہروردیہ کے لوگ بہت ہین اور قادریہ والے اُن سے بہت زیادہ لیکن نہ قادریہ طریقہ مین ایسا احتشام جس سے دوسرے طریقہ کا آدمی اُن سے مرعوب ہو جائے اور نہ سہروردیہ مین ایسا جبن کہ اپنے سلسلہ کو چھوڑ کر دوسرے سلسلہ مین اپنے کو جوڑ دین۔ مذکورہ بالا دو صوبون مین سلسلہ قادریہ کے بہت خاندانون کے لوگ شجرہ قادریہ بواسطہ حضرت شیخ الشیوخ کے دیا کرتے ہین

کیونکہ حضرت شیخ الشیوخ رضؓ کو حضرت محبوب سبحانی رضؓ سے خلافت اُن کے نزدیک مُسلّم اور محقق ہو اھل البیت ادری بما فیہ۔ اگرچہ حیدرآباد مین قادریہ طریقہ کے زمانۂ حال کے لوگ احتشام ظاہری ہی پر قانع ہو گئے ہین اور اتصال سلسلہ کے وجوہ سے بے خبر ہوگئے تو افسوس ہے۔

عنوان مذکورہ کے تحت مین جو مضمون جناب سید صاحب نے لکھا ہو اُس کی غرض اسی قدر ہو کہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ کی کم سنی مین حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی اور بجز دعا کے کوئی فیض نہ پہنچا۔ پھر غوث اعظم رضؓ کو شجرہ مین شیخ الشیوخ کا شیخ لکھنا کیونکر جائز ہوگا اسیطرح نقشبندیہ مجددیہ والون نے غلطی کی ہو کہ قادریہ طریقہ کا شجرہ دیتے ہین ساتھ اسکے کہ حضرت شیخ ابو یوسف ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام طریقہ نقشبندیہ کو فیض صحبت حضرت غوث اعظم رضؓ سے حاصل تھا۔ اور اُنھون نے اپنا اصلی شجرہ بیعت ارادت والا قائم و جاری رکھا۔ غوث اعظم رضؓ کا نام اپنے شجرہ مین داخل نہ کیا۔ پھر ان کی غلطی کیا بیان ہو جنھون نے حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی رضؓ کا شیخ شجرہ مین اپنے غوث اعظم محبوب سبحانی رضؓ کو لکھدیا ہو۔ اگرچہ حضرت شیخ کا محبوب سبحانی کی مجلس وعظ وغیرہ مین شریک ہونا فیض صحبت حاصل کرنا ثابت ہو اسلئے شیخ صحبت کہنا بجا ہے (محبوب سبحانی کا نام سہروردیہ یا نقشبندیہ کے شجرۂ پیران طریقت مین لکھنا کیونکر درست ہوسکتا ہی) جناب سید صاحب کی عبارت کا اقتباس درج ہے پیران کی التماس کو ملاحظہ فرمائین۔

سہروردیہ نے اپنے کو قادریہ مشہور کر رکھا ہے نہ صرف مشہور بلکہ شجرہ دیا جاتا ہے اسمین حضرت شیخ الشیوخ کے اسم گرامی کے بعد حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی کا نام پاک درج ہے۔ کتب مین لکھا ہے کہ آپ حضرت غوث الاعظم کے زمانہ مین صغر سن تھے معقولات کی جانب توجہ زیادہ تھی۔ چچا شیخ ابو نجیب انھین حضرت کے پاس لے گئے اور عرض کیا کہ یہ دینی علوم کی جانب توجہ نہین کرتا آپ نے تصرف سے اس علوم کے نقوش کو دل سے مٹا دیا اور کہا آخر المشتہرین فی العراق اور اسی پر انکو صفض یافتہ غوث کہا جاتا ہے اور قادریہ سلسلہ مین ہونا بتلایا جاتا ہے چونکہ عام طور پر قادریہ سلسلہ کی بڑی عزت ہوتی تھی اور اکثر لوگ خصوصاً ارباب دولت و عظمت رؤسا اور امرا اس امر کے طالب رہتے ہین کہ قادریہ طریقہ مین بیعت نصیب ہو اور نیز اسکے بعد چشتیہ طریقہ مین بیعت ہو تو دوسرے طریقہ کے بزرگون نے اپنے خاص طریقہ کو قادریہ مشہور کر رکھا ہے اور شجرہ بھی اسی عنوان کا دیا جاتا ہے۔

التماس احقر

حضرت شیخ الشیوخ کی حاضری مجلس محبوب سبحانی رض مین بمعیت اپنے عم بزرگوار اور پیر کے کم سنی کے زمانہ مین ایک ہی بار پر منحصر نہین ہے بلکہ شباب کے زمانہ مین حاضر ہوئے اور مکرر بار بار حاضر ہوئے۔

محبوب سبحانی کے احوال مین بعض روایت کو حضرت شیخ الشیوخ کی روایت سے مورخین و محدثین محققین نے اپنی اپنی کتابون مین لکھا ہے حصول فیض صحبت کو بھی لکھا ہے

بلکہ الباس خرقہ کا بھی ذکر کیا ہے۔

کسی ایک بزرگ سے فیض پانے طریقہ پہنچنے کو اس زمانہ کی اصطلاح مین رجوع کرنا اجازت وخلافت پانا کہتے ہین۔ سلف کی اصطلاح مین صحبت پانا الباس خرقہ وغیرہ کہتے ہین۔ اور یہ دونون ہی باتین کتابون مین مذکور ہین جن کو مین قریب مین لکھتا ہون انشاء اللہ تعالےٰ۔

حضرت شیخ ابو نجیب عبد القاہر سہروردی حضرت شیخ الشیوخ کو محبوب سبحانی کے حضور مین لے گئے (رضی اللہ تعالےٰ عنہم) اسکو تو جناب سید صاحب خود تحریر فرما چکے ہین۔ فرق اس قدر ہے کہ سید صاحب نے لکھا ہے "کہ آپ حضرت غوث الاعظم کے زمانہ مین صغیر سن تھے" بہجۃ الاسرار شیخ نور الدین شطنوفی سے زمانہ جوانی کا ثابت ہوتا ہے۔ شیخ شطنوفی ساتوین صدی کے وسط مین پیدا ہوئے اور آٹھوین صدی کی ابتدا مین وفات پائی ان کی روایات مین شیخ الشیوخ تک کل دو واسطہ ہوا کرتے ہین اور محبوب سبحانی تک دو یا تین واسطہ کبھی زیادہ بھی۔

شطنوفی نے بہجۃ الاسرار مین شیخ الشیوخ کے واقعہ مذکورہ کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ مصر طبع اول ۱۳۰۴ھ۔

قال اشتغلت بعلم الکلام و انا شاب وحفظت فیہ کتبا وصرت فیہ فقیہا وکان عمی ینہرنی عنہ ولا انزجر فاتی یوما وانا معہ	شیخ الشیوخ نے فرمایا کہ مین تحصیل علم کلام مین مشغول تھا اور اُس وقت مین جوان تھا اس علم کی کتابون کو یاد کر لیا تھا۔ اور اس مین سمجھدار ہو گیا۔ میرے چچا

الی زیارۃ الشیخ عبد القادر
فقال لی عمر قال اللہ تعالیٰ یا
ایها الذین امنوا اذا ناجیتم
الرسول فقدموا بین یدی نجواکم
صدقۃ وھا نحن داخلون
علی رجل یخبر قلبہ عن اللہ عزوجل
فانظر کیف تکون بین یدیہ
لننال برکات رؤیتہ فلما جلسنا
قال لہ عمی یا سیدی ھذا ابن
اخی عمر مشتغل بعلم الکلام وقد
نھیتہ عنہ فلم ینتہ فقال لی
یا عمر ای کتاب حفظتہ فیہ قلت
الکتاب الفلانی والکتاب الفلانی
فمر یدہ علی صدری فواللہ ما نسیتہا
وانا احفظ من تلک الکتب لفظۃ
وانسانی اللہ جمیع مسائلها ولکن
وقر اللہ تعالیٰ فی صدری العلم
اللدنی فی الوقت العاجل فقمت
من بین یدیہ وانا انطق بالحکمۃ

(شیخ ابو نجیب سہروردی رح) مجھے اس سے
روکتے تھے اور میں باز نہ آتا تھا۔ ایکدن
وہ شیخ عبد القادر کی زیارت کیلئے جا رہے
تھے اور میں بھی انکے ساتھ تھا (راہ میں)
مجھ سے فرمایا اے عمر اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے۔ اے ایمان والو جب کوئی راز کی بات
پیغمبر سے کہنا چاہو تو پہلے اُس راز کہنے
کی کچھ خیرات دیدو۔ اس وقت ہم ایسے
شخص کے پاس جا رہے ہیں کہ اللہ عزوجل
کی طرف سے اُن کے دل میں (دوسروں
کے دلوں کی) خبر دیجاتی ہے دیکھو تم کیونکر
اُن کے سامنے رہتے ہو تاکہ ہم تم اُن کی
ملاقات کی برکات پائیں۔ جب ہم لوگ
وہاں پہنچ کر بیٹھ چکے تو میرے چچا نے انسے
کہا۔ یا سیدی۔ یہ عمر میرے بھائی کا لڑکا
علم کلام کی طرف مشغول ہے میں نے روکا
پر یہ ہرگز نہ رکا۔ اُنھوں نے مجھ سے
فرمایا کہ اے عمر اس علم کی کس کتاب کو
تم نے یاد کیا ہے۔ میں نے کہا فلاں فلاں

وقال یا عمر انت آخر المشہورین
فی العراق قال وکان الشیخ عبد القادر
سلطان الطریقۃ والمتصرف
فی الوجود علی التحقیق۔

کتاب۔ بیٹھ کر انھون نے میرے
سینہ پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اور واللہ
ہاتھ کو میرے سینہ سے نہ اٹھایا مگر کہ
اُن کتابون کا ایک لفظ بھی مجھے

یاد رہا ہو اللہ تعالیٰ نے کل مسائل اسکے مجھ سے بھلا دئے اور میرے دل
اُس کو نہ نکالا۔ مگر اسی وقت فوراً میرے سینہ مین اللہ تعالیٰ نے علم لدنی ڈال دیا۔
اب جو مین واپس آنے کو اُنکے سامنے کھڑا ہوا تو حکمت کی باتین بولنے لگا تب فرمایا
اے عمر عراق کے مشہور لوگون مین سب کے آخر مین تو ہو۔ شیخ الشیوخ نے فرمایا
کہ شیخ عبد القادر سلطان الطریقت تھے اور علی التحقیق وہ متصرف فی الوجود تھے
بلا فرق انہی الفاظ مین قلائد الجواہر مین شیخ محمد یحییٰ تادفی نے بھی اسی روایت
کو لکھا ہو صفحہ ۳۰ چھپا مصر۔ اور زبدۃ الاسرار شیخ عبد الحق محدث دہلوی صفحہ ۲۶
چھاپہ بمبئی مین۔ اما شاب سے ظاہر ہو کہ جوان تھے نہ صغیر السن۔ علم کلام کا اتنا بڑھا
ہوا شوق اور اسکا ذوق کہ اپنے سرپرست بزرگ کے روکنے سے بھی نہ رکتے تھے۔
جوانی کے ولولے مین ہو سکتا ہو صغیر السن لڑکون کا مذاق ایسا نہین ہوتا۔ پھر اُن کا
یہ فرمانا۔ وقر اللہ تعالیٰ فی صدری العلم اللدنی فی الوقت العاجل نقمت
من بین یدیہ وانا انطق بالحکمۃ۔ فیض پانے کی دلیل صریح ہو اس سے بڑھ کر
اور فیض کیا ہو سکتا ہو۔ علم لدنی حاصل ہونا۔ بزرگون نے پیر کی نشانیون مین سے
لکھا ہو۔ نہ مبتدی مرید کے مذکورہ واقعہ سے فیضیاب ہونے کا اقرار خود حضرت
شیخ الشیوخ کے ایک اور قول سے ثابت ہو۔ وہ روایت یہ ہو۔ صاحب بہجۃ الاسرار

فرماتے ہیں صفحہ ۱۵ ۱۶ مطبوعہ مصر طبع اول۔

اخبرنا الحسن بن موسی الخالدی و
ابو الحسن بن ابی بکر ابی الثناء احمد
ابن صالح القرشی الهاشمی التفلیسی
بالقاهرة سنة احدی وسبعین
وستمائة قال سمعنا الشیخ نجم الدین
التفلیسی صاحب الشیخ القدوة الشیخ
شهاب الدین احمد السهروردی رضی الله
عنه سنة احدی وثلاثین وستمائة
یقول جلست فی الخلوة عند شیخنا
الشیخ شهاب الدین احمد السهروردی
ببغداد اربعین یوما فشهدت فی
الواقعة فی الیوم الاربعین الشیخ شهاب
الدین علی جبل عال وعنده جواهر کثیرة
وتحت الجبل خلق کثیر وبیده صاع
یملاه من تلک الجواهر ینثرها علی الناس
فیبتدرون الیها وکلما قلت جواهر
تمت کانها تنبع من عین فخرجت
من الخلوة فی اخر یومی من ذلک

ہمکو خبر دی حسن بن موسی خالدی اور ابو الحسن
ابن ابی بکر ابی الثنا احمد بن صالح قرشی
ہاشمی تفلیسی نے قاہرہ مصر میں ۶۷۱ھ
چھ سو اکہتر ہجری میں۔
ان دونوں نے کہا کہ ہم نے سنا شیخ
نجم الدین تفلیسی سے مرید شیخ پیشوا شیخ
شہاب الدین احمد سہروردی کے ۶۳۱ھ
چھ سو اکتیس ہجری میں وہ کہتے تھے کہ میں
اپنے پیر شیخ شہاب الدین احمد سہروردی
کے پاس بغداد میں خلوت (چلہ) میں چالیس
دن بیٹھا تو مکاشفہ میں چالیسویں دن
دیکھا کہ شیخ شہاب الدین ایک بلند پہاڑ
پر ہیں اور انکے پاس بہت جواہر ہیں اور پہاڑ
کے دامن میں نیچے آدمیوں کی کثرت ہے۔
اور شیخ کے ہاتھ میں ایک صاع (پیمانہ) ہے
کہ اس سے بھر بھر کر جواہر لوگوں کو لٹاتے
ہیں اور خلقت اسکے لینے کے لیے سبقت
کرتی ہے۔ اور جتنا جواہر پیمانہ میں لے لیا جاتا

وأنبئته لأخبره بما شاهدت فقال قبل ان اخبره الذی رایته حقٌ و امثاله وهو من مادة الشیخ محی الدین عبد القادر رضی الله عنه لی مما عوضنی من علم الکلام فانه کانت له الید المبسوطة من الله تعالیٰ والتصرف النافذ ولفعل الخارق الدائم۔

ہو اس قدر بھرپور بھرا آتا ہو گویا چشمہ (خزانہ) سے نکلا آتا ہو۔ یعنی بانٹنے سے گھٹتا نہین ہو اُس دن چلہ تمام کر کے مین نکلا اور شیخ کی خدمت مین آیا کہ اپنے اُس مشاہدہ کی خبرون میرے کہنے سے پہلے ہی اُنھون نے فرمایا کہ تم نے جو دیکھا صحیح ہو اور اس طرح کی اور باتین بھی۔

اور یہ شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ کے مادہ سے ہو جسکو میرے علم کلام کا اُنھون نے معاوضہ فرمایا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے اُنکا ہاتھ کشادہ تھا اور تصرف نافذ اور خرق عادت دائمی۔

اسی طرح اس واقعہ کو زبدة الاسرار مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے لکھا ہو صفحہ ۲۶ فیض یافتہ ہونے کا ثبوت اسی ایک واقعہ سے پوری طرح سے ظاہر ہوتا ہو کہ علم کلام کا ذوق و شوق اور اُس کے کل مسائل کو دل سے بحافظہ سے مٹا کر اُس کے عوض مین اُسیوقت علم لدنی اور بعد اُس کے دوسری باطنی نعمتین حضرتِ محبوبِ سبحانی نے عطا فرمائین شیخ الشیوخ رح کے مریدنے مکاشفہ مین دیکھا شیخ الشیوخ نے اس کو عطیہ محبوب سبحانی ظاہر فرمایا۔ فرض کر لیا جائے کہ یہی ایک ملاقات ہوئی تھی۔ تو اسی ایک ملاقات سے فیض یافتہ ہونا ثابت ہو جاتا ہے دوسری تیسری ملاقات کے ثبوت کی ضرورت نہین باقی رہتی۔ لیکن جب متعدد ملاقات ثابت ہو تو اُس کا لکھدینا بھی فائدہ سے خالی نہین۔

دوسری ملاقات

شیخ نورالدین شطنوفی بہجۃ الاسرار میں روایت کرتے ہیں صفحہ ۳۰ طبع اول مصری ۱۳۳۰ھ

اخبرنا الشیخ ابوالحسن علی بن
عبداللہ الازہری وابو محمد سالم
بن علی الدمیاطی الصوفی قالا سمعنا
الشیخ شہاب الدین ابا حفص عمر
السہروردی یقول دخلت مع عمی
شیخنا الشیخ ابی النجیب رضی اللہ عنہ
فی سنۃ ستین وخمسمائۃ الی الشیخ
محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ
فتادب عمی معہ ادبا عظیما وجلس
بین یدیہ اذنا بلا لسان فلما
رجعنا الی النظامیۃ قلت لہ فی ذلک
الوقت عن التادب مع الشیخ فقال
کیف لا اتادب معہ وھو لہ الوجود
التام وقد صرف فی عالم الملک
وبوہی بہ فی وجود الملکوت وانفرد
فی عالم الکون فی ھذا الوقت وکیف
لا اتادب مع من صرفہ مالکی

مجھ سے ابوالحسن علی بن عبداللہ ازہری اور
ابو محمد سالم بن علی دمیاطی صوفی نے بیان
کیا کہ ان دونوں نے شیخ شہاب الدین ابو
حفص عمر سہروردی سے سنا۔ وہ فرماتے
تھے۔ کہ میں اپنے چچا اور پیر شیخ ابو نجیب
رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۵۶۰ھ پانسو ساٹھ
ہجری میں شیخ محی الدین عبدالقادر کی خدمت
میں گیا تو میرے چچا نے ان کا بڑا ادب کیا
اور ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھے۔

جب ہم دونوں آدمی پھر کر مدرسہ نظامیہ
میں پہنچے تو شیخ (عبدالقادر جیلانی) کے
ساتھ ان کے اس وقت کے ادب کرنے کو
(تعجب کے ساتھ) میں نے کہا انھوں نے
جواب میں فرمایا میں ان کا ادب کیوں نہ
کروں ان کے لئے وجود تام ہے۔ اس عالم میں
ان کو تصرف دیا گیا ہے اور عالم ملکوت میں
ان کے ساتھ مباہات کیا گیا ہے کل مخلوق

فی قلبی وحالی و فی قلوب الاولیاء واحوالهم ان شاء امسکها و ان شاء ارسلها۔	مین اُس وقت وہ منفرد ہین اور مین کیون نہ اُن کا ادب کرون جنکو میرے مالک نے میرے دل اور حالات اور اولیاء کے دلون

اور احوال مین ایسا تصرف دیا ہے کہ چاہین تو لے لین چاہین تو چھوڑ دیوین

قلائد الجواہر مطبوعہ مصر صفحہ ۹۸ مین بھی اسی طرح ہے اور زبدۃ الاسرار شیخ عبد الحق محدث دہلوی مین بھی صفحہ ۲۸) حضرت شیخ الشیوخ کا اپنے شیخ کے ادب پر تعجب صحیح تھا ہر مرید یہی چاہتا ہے کہ سب لوگ میرے پیر کا عظمت کرین۔ کیونکہ سب معظم وہ اپنے پیر ہی کو جانتا ہے۔ اور پیر کے ساتھ کمال حسن عقیدت مرید کا اقتضا بھی یہی ہے۔ پھر ایسی حالت مین کہ حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی رضہ اُس وقت مین اکابر اولیا، سرآمد علما، سرخیل فضلا، سر دفتر اتقیا تھے۔ اُن کی عظمت شان کا احترام لوگون مین مسلم تھا۔ لیکن اہل خدمات یا غیر اہل خدمات اولیاء اللہ جس کسی اعلیٰ درجہ تک ترقی کرین قطب الاولیا۔ اور غوث زمانہ (جو کسی زمانہ مین ایک سے زیادہ نہین ہوتا) سے استفاضہ اُن کو ضرور اور ناگزیر ہے فیوض الٰہی جس کے دل مین آئیگا۔ عطیات الٰہی جس پر جو کچھ ہوگی اُسی کے واسطہ سے ہوگی سب دلون کا قبض وبسط۔ سب کا عزل ونصب۔ ہر ایک کا تنزل یا ترقی اسی کے اختیار مین ہے۔ اُس زمانہ مین حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رضہ اسی مرتبہ کمال مین تھے جس کی طرف حضرت ابو نجیب رضہ نے اشارہ فرمایا ہے۔ وکیف لا اتادب مع من صرفه مالکی فی قلبی وحالی و فی قلوب الاولیاء واحوالهم ان شاء امسکها و ان شاء ارسلها۔

تیسری ملاقات

جس مجلس میں حضرتِ غوثِ اعظم نے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا تھا اُس وقت بھی شیخ الشیوخ حاضر تھے۔ قلائد الجواہر مطبوعہ مصر صفحہ ۲ اور صاحب بہجۃ الاسرار نے اس فہرست میں شیخ الشیوخ کے نام کے ساتھ ثنا تیا لکھا ہے۔ مطبوعہ مصر۔ طبع اول صفحہ ۔

چوتھی ملاقات

حضرت شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن عبداللہ سہروردی فرماتے ہیں۔ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر طبع اول۔

سمعت الشیخ محی الدین عبد القادر یقول علی الکرسی بمدرستہ کل ولی علی قدم نبی وانا علی قدم جدی صلی اللہ علیہ وسلم وما رفع المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم قدما الا وضعت انا قدمی فی الموضع الذی رفع قدمہ الا ان یکون قدما من اقدام النبوۃ فانہ لا سبیل ان ینالہ غیر نبی۔	میں نے شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ کو اُن کے مدرسہ میں منبر پر یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہر ولی ایک کسی نبی کے قدم پر ہوا اور میں اپنے جد (رسول اللہ) صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں اور حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی قدم اپنا نہیں اُٹھایا مگر کہ میں نے وہاں پر قدم رکھا۔ مگر نبوۃ کا قدم کہ سوا نبی کے دوسرا کوئی اُس تک نہیں پہنچ سکتا۔

اس روایت کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی زبدۃ الاثار فارسی میں لکھا ہے صفحہ ۱۹ حاشیہ پر زبدۃ الاسرار عربی کے۔

اِس چوتھی ملاقات کے اندر روایت کا بھی ثبوت ملگیا۔ مگر ملاقات اور آپس مین فیض پانے کا حال بھی ثابت ہوگیا۔ باقی رہی خلافت جسکو صوفیہ کی اصطلاح مین کبھی الباس خرقہ کہتے ہین اور کبھی فقط کلمہ صحبت پر اکتفا کرتے ہین حضرت شیخ الشیوخ کے تذکرے مین جن لوگون نے ایسا لکھا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔ لطائف اشرفی ملفوظ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر چشتی نظامی قدس سرہ السامی صفحہ ۳۴۳ شیخ الشیوخ کے حال مین فرماتے ہین "بصحبت سید عبد القادر گیلانی رسیدہ"

ملا عبد الرحمن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالی النفحات صفحہ ۵۴۴ مین فرماتے ہین "وبصحبت شیخ عبد القادر گیلانی رسیدہ است"

امام اسعد یافعی رحمۃ اللہ تعالے مرآۃ الجنان مین فرماتے ہین۔ یہ قلمی نسخہ کتب خانہ مولوی خدا بخش خان مرحوم مین ہے۔

وذکر بعضهم انه صحب ایضًا قطب الاولیاء قدوة الاصفیاء الشیخ عبد القادر الجیلی۔	بعض مورخین (ابن النجار) نے ذکر کیا ہے کہ شیخ الشیوخ نے قطب الاولیاء قدوۃ الاصفیا شیخ عبد القادر جیلی کی بھی صحبت پائی ہے۔
اِسی مرآۃ الجنان مین ہے	
وقال غیره نشاء فی حجر عمه ابی النجیب عبد القاهر واخذ عنه التصوف والوعظ وعلم الحدیث والفقه	ابن النجار کے علاوہ دوسرے نے کہا کہ شیخ الشیوخ نے کنارِ عاطفت مین اپنے چچا ابو النجیب عبد القاہر رض کے

وصحب ایضًا الشیخ عبد القادر۔ نشو و نما پائی اور اُن سے تصوف سیکھا اور وعظ اور علم حدیث اور فقہ پڑھا۔ اور شیخ عبد القادر رضہ کی بھی صحبت پائی۔

اسی کتاب میں ہے۔

قلت ویؤید ذالک ما ذکرت فی مناقب الشیخ عبد القادر انہ قال لہ انت اخر المشہورین فی العراق فتح علیہ بعلوم المعارف والانوار الزاهرة وورد ت علیہ الاحوال وحصلت لہ المواهب الوافرة وفاق الاقران بعلوشانہ فصار شیخ زمانہ بلا نزاع	میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید کرتا ہے وہ جو میں نے مناقب میں شیخ عبد القادر رضہ کے ذکر کیا ہے کہ اُنھوں نے شیخ الشیوخ کو کہا تھا کہ عراق کے آخر مشہورین میں تم ہو تو کھل گیا اُن پر علوم معارف اور انوار روشن اور حالتیں وارد ہوئی گئیں اور اللہ کے مواہب اُنھیں بہت زیادہ ملے۔ اپنے علو شان

میں ساتھیوں سے بڑھ گئے۔ اور اپنے زمانے میں بلا خلاف شیخ ہو گئے۔

شیخ الاسلام امام تاج الدین سبکی محدث علیہ الرحمۃ طبقات شافعیہ کبریٰ میں فرماتے ہیں۔

صحب عمہ الشیخ ابا النجیب عبد القاهر واخذ عنہ التصوف والوعظ وصحب ایضا الشیخ عبد القادر جلد ۵ صفحہ ۱۴۳	صحبت پائی اپنے چچا شیخ ابو النجیب عبد القاہر کی اور اُن سے تصوف اور وعظ حاصل کیا اور شیخ عبد القادر رضہ کی بھی صحبت پائی۔

مورخ ابن خلکان کہتے ہیں۔

صحب عمہ ابا النجیب وعنہ اخذ التصوف والوعظ والشیخ ابا محمد عبد القادر بن ابی صالح الجیلی۔	اپنے چچا ابو النجیب کی صحبت پائی اور اُن سے تصوف اور وعظ سیکھا اور شیخ ابو محمد عبد القادر ابن ابی صالح جیلی کی بھی صحبت ملی۔

وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۳۸۰ مطبوعہ مصر۔

اقتباس الانوار میں ہے۔ "ومقتدائے طریق سہروردیہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی نیز بخدمت آنحضرت (یعنی غوث اعظم) رسیدہ و نوازشہاے یافتہ وآنحضرت مراورا فرمود۔ انت اخر المشھورین فی العراق و ولایت عراق ویرا داد"، یعنی شیخ الشیوخ بھی خدمت میں حضرت غوث اعظم کے پہنچے تھے اور بہت کچھ نوازش پائی۔ اور غوث اعظم محبوب سبحانی نے اُن کو فرمایا "انت اخر المشھورین" الخ اور عراق کی ولایت اُن کو عطا فرمائی۔

اور سُنیئے بعض تلمذ کے بھی قائل ہیں شیخ وستری رفاعی روضۃ الناظرین میں لکھتے ہیں صفحہ ۳۷

ثم سمع من علم الاصول طرفا یسیرًا فی صبوتہ من الشیخ عبد القادر الجیلی۔	پھر علم اصول کا تھوڑا حصہ لڑکپن میں شیخ عبد القادر (رضی اللہ تعالے عنہ) جیلی سے سُنا ہے۔

اب اجازت وخلافت جس کو زمانۂ سلف میں الباس خرقہ کہتے ہیں اسکو بھی میں ایک بڑے جلیل القدر محدث علامہ امام حافظ شمس الدین ابو الخیر محمد بن محمد بن محمد الجزری شافعی دمشقی صاحب کتاب حصن حصین کے قول سے دکھاتا ہوں۔ انھوں نے اپنے رسالہ "اسنے المطالب فی مناقب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صفحہ ۵۶ و ۵۷ مطبوعہ کا مطبع میرٹھ۔ میں اپنا سلسلہ الباس خرقہ وتصوف کا حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تک جو لکھا ہے اس میں رفاعیہ سلسلہ کے بعد قادریہ اور سہروردیہ دونوں کو بواسطہ حضرت شیخ الشیوخ

کے لکھتے ہیں - اُن کی عبارت یہ ہے

انی لبست الخرقة المتبرکة من ید شیخی
واستاذی الشیخ الصالح المسند
المعمر ابی حفص عمر بن الحسن مزید بن
امیلة المراغی ثم الحلبی ثم المزی
فی یوم الثلثاء الثانی عشر من شوال
سنہ ٧٧٢ھ اثنین وسبعین وسبعمائة
واخبرنی انه لبسها من ید شیخه
الامام العلامة الزاهد العارف
العابد الناسک عز الدین خطیب
الخطباء ابی العباس احمد بن الشیخ
الامام العالم الصالح الزاهد
محی الدین ابراهیم بن عمر بن الفرج
ابن احمد بن شابور الواسطی الفاروثی
شیخ القرأة والتفسیر والتصوف
فی سنة ٦٩٠ تسعین وستمائة والشیخ
عز الدین المذکور خرقة تصوف من
ثلث طرق احمدیة وقادریة وسهروردیة
فاما الاحمدیة فانه لبسها من ید

مین نے متبرک خرقہ صوفیہ پہنا اپنے شیخ
اور استاذ شیخ صالح مسند
بڑی عمر والے ابی حفص عمر بن الحسن بن
مزید بن امیلہ مراغی حلبی مزی کے
ہاتھ سے سہ شنبہ کے دن بارہوین
شوال ٧٧٢ھ مین اور مجھ سے
بیان کیا کہ انھون نے پہنا اپنے
شیخ امام علامہ زاہد عارف
و عابد ناسک عز الدین خطیب الخطبا
ابی العباس احمد بن شیخ الامام العالم
الصالح الزاہد محی الدین بن
ابراہیم بن عمر بن الفرج ابن
احمد بن شابور واسطی فاروثی شیخ
القرأت والتفسیر والتصوف کے ہاتھ
سے ٦٩٠ ہجری مین - اور شیخ عز الدین
مذکور کو خرقہ تصوف تین طریقے سے ملا
احمدیہ - قادریہ - سہروردیہ -
طریقہ احمدیہ (رفاعیہ) اس طرح کہ شیخ

والده الشيخ محي الدين ابراهيم المذكور
وهو لبسها من يد شيخه ومربيه الشيخ
الصالح الامام العالم سيد مشايخ
زمانه سيدي احمد بن الشيخ ابي الحسن
علي بن احمد بن يحيى بن حازم بن علي
بن رفاعة المغربي المعروف بابن الرفاعي
رحمة الله تعالى عليه واما القادرية
فانه لبسها من يد شيخه الامام الشيخ
شيخ العارفين وامام السالكين
شهاب الدين ابي حفص عمر بن محمد بن
عبد الله المعروف بعمويه بن سعد بن
الحسين البكري السهروردي وهو
لبسها من يد الشيخ الامام العالم
السيد الكبير صاحب المواهب و
الكرامات والعجائب الظاهرات
ابي محمد عبد القادر ابن ابي صالح موسى
جنكي دوست ابن ابي عبد الله بن يحيى
الكيلاني۔
واما السهروردية فان الشيخ

عزالدین نے خرقہ پہنا اپنے والد شیخ
محی الدین ابراہیم مذکور کے ہاتھ سے
اور انھوں نے پہنا ہاتھ سے اپنے
شیخ اور مربی شیخ صالح امام عالم اپنے
زمانہ کے مشائخ کے سردار حضرت
سیدی احمد بن الشیخ ابی الحسن علی بن احمد
بن یحیے بن حازم بن علی بن رفاعۃ
المغربی معروف بابن الرفاعی کے
رحمۃ اللہ تعالے علیہ
اور قادریہ اس طرح کہ شیخ عزالدین نے خرقہ
پہنا ہاتھ سے اپنے شیخ امام شیخ العارفین
وامام السالکین شہاب الدین ابی حفص
عمر بن محمد بن احمد بن عبد اللہ معروف
بعمویہ بن سعد بن الحسین البکری السہروردی
اور انھوں نے خرقہ پہنا ہاتھ سے
اپنے شیخ امام العالم سید کبیر صاحب مواہب
وکرامات وعجائب ظاہرات ابی محمد
عبد القادر بن ابی صالح موسی جنگی دوست
بن ابی عبد اللہ بن یحیے گیلانی کے

شہاب الدین السہروردیہ رحمۃ اللہ
علیہ لبسہا من ید شیخہ وعمہ الشیخ
الامام العارف الکبیر ضیاء الدین
ابی النجیب عبد القاہر ابن عبد اللہ بن
سعد بن الحسین ابن القاسم بن النضر
بن القاسم ابن عبد اللہ بن عبد الرحمن
القاسم ابن محمد بن ابی بکر الصدیق
رضی اللہ عنہ وہو لبسہا من ید عمہ
وجیہ الدین عمر بن سعد وہو لبسہا
من ید والدہ سعد بن الحسین و
من ید الشیخ اخی فرح الزنجانی بید
احدہما مشارکۃ لید الاخر
واما والدہ فلبسہا من الشیخ
احمد الاسود الدینوری وہو لبسہا
من ممشاد الدینوری وہو لبسہا
من ابی القاسم الجنید سید الطائفہ
واما اخی الفرج الزنجانی فلبسہا
من ابی العباس النہاوندی وہو
لبسہا من الشیخ الکبیر ابی عبد اللہ

اور طریقہ سہروردیہ اس طرح کہ شیخ شہاب
الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے
خرقہ پہنا ہاتھ سے اپنے شیخ اور چچا
شیخ امام عارف کبیر ضیاء الدین ابی
النجیب عبد القاہر بن عبد اللہ ابن
سعد بن الحسین بن القاسم بن النضر بن قاسم
بن محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن القاسم
بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ
کے اور انھون نے اپنے والد سعد بن الحسین
کے ہاتھ سے۔ اور اخی فرح زنجانی کے
ہاتھ سے بھی۔ اس صورت سے کہ خرقہ پہنانے
کے اندر دونون کا ہاتھ آپس مین ایک
دوسرے کی مدد مین شریک تھا۔
اور اُن کے والد (سعد بن الحسین)
نے پہنا شیخ احمد اسود دینوری سے
اور اُنھون نے پہنا ممشاد دینوری سے
اور اُنھون نے پہنا ابو القاسم جنید
بغدادی سید الطائفہ سے۔ اور اخی فرح
زنجانی کا سلسلہ بھی جنید پر ہو کہ اخی فرح

محمد بن خفیف الشیرازی وھو لبسہا من ابی محمد رویم وھو لبسہا من ابی القاسم الجنید وھو من خالہ السری السقطی الخ	زنجانی نے پہنا ابو العباس نہاوندی سے اور انھوں نے پہنا شیخ کبیر ابی عبد اللہ محمد بن خفیف شیرازی سے اور انھوں نے پہنا ابی محمد رویم سے اور انھوں نے

پہنا ابی القاسم جنید سے اور انھوں نے اپنے ماموں سری سقطی سے الخ

امام جزری رحمہ اللہ حفاظ حدیث سے ہین۔ محدثین مین بڑے مستند بزرگ ہین شیخ الشیوخ کے اور اُن کے درمیان مین کل دو واسطے ہین ایک تو اُن کے شیخ و اُستاذ شیخ ابو حفص عمر۔ دوسرے شیخ عز الدین ابو العباس احمد اور انکو شیخ الشیوخ سے پہنچا قادریہ بھی اور سہروردیہ بھی۔ شیخ الشیوخ مین نسبت قادریہ اور سہروردیہ کی جمعیت کا ثبوت گو اور طرح سے ثابت ہو۔ لیکن اس سے زیادہ قوی دلیل دوسری شاید ہی ہو۔ اس کی علو سند مین کلام نہین کہ واسطے زیادہ نہین دونون اور دونون ہی مشہورین مین سے ہین۔ معمولی درجہ کے علما یا شیوخ نہین ہین بلکہ دونون کی توصیف خود امام جزری نے کی ہے۔

صوبۂ اودھ اور بہار مین بعض خاندان ہین جنکا طریقہ قادریہ حضرت شیخ الشیوخ ہی کے واسطے سے حضرت غوث الثقلین تک پہنچتا ہو۔ اور طریقہ سہروردیہ اور فردوسیہ بھی اس خاندان مین جاری ہے۔ اور ان ہر سہ طرق مین واسطون کے اندر جو فرق ہے وہ اسی بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ان طرق کے اندر نہ کوئی غلطی نادانستہ واقع ہوئی ہے۔ اور نہ بقصد سہروردیہ کو قادریہ بنا دیا گیا ہے۔

حضرت قطب الدین بیناول قلندر قادری سرانداز غوثی جونپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بزرگ بیعت ارادت و تربیت کی حیثیت سے قادریہ تھے مشرب کے اعتبار سے قلندریہ اور اجازت کے سبب جامع تھے۔ طرق قادریہ و سہروردیہ و فردوسیہ و چشتیہ و مداریہ کے بیعت آپ کو اور تعلیم و تربیت وصول الی اللہ و عرفان کی اپنے پیر حضرت سید نجم الدین قادری قلندر سے ہوئی۔ اُن کو اپنے والد حضرت سید نظام الدین قادری سے۔ اُن کو اپنے والد حضرت سید مبارک غزنوی سے اُن کو حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے۔ اُن کو حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی سے خلافت کے ذریعہ سے اور اُن کو بذریعہ خلافت حضرت ابو سعید مبارک مخزومی سے الخ

سلسلہ سہروردیہ شیخ قطب الدین قادری قلندر رضؓ کو اجازت تا حضرت شیخ شمس الدین عرف بدھن سے اُن کو حضرت شیخ رکن الدین ابو الفرح مسکین سے اُنکو شیخ صدر الدین بن حاجی سے اُنکو رکن الدین ابو الفتح زکریا قریشی سے اُنکو شیخ صدر الدین ابو الفضل محمد قریشی سے اُنکو حضرت شیخ بہاء الدین ابو البرکات زکریا قریشی ملتانی سے اُن کو شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے اُنکو حضرت شیخ ابو النجیب ضیاء الدین عبد القاہر سہروردی سے الخ

طریقہ فردوسیہ حضرت قطب الدین بیناول قلندر کو اجازت تا حضرت شیخ حسین نوشہ توحید بہاری سے اُنکو حضرت مخدوم مظفر بلخی سے اُن کو حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری سے۔ اُن کو حضرت نجیب الدین فردوسی دہلوی سے۔ اُنکو شیخ رکن الدین فردوسی سے اُنکو شیخ بدر الدین سمرقندی سے۔ اُنکو شیخ

سیف الدین باخرزی سے- اُن کو نجم الدین کبریٰ سے انکو حضرت ضیاء الدین
ابو نجیب عبد القاہر سہروردی سے الخ

بحث فقط قادریہ و سہروردیہ میں تھی- فردوسیہ کے ذکر کی ضرورت
بظاہر نہ تھی لیکن اس بیان کی مصلحت قریب میں دوسرے صفحہ تک ان شاء اللہ
تعالیٰ ظاہر ہوگی-

چشتیہ طریقہ اس طرح پہنچا ہے کہ حضرت قطب الدین بینا دل رحمہ کو اپنے پیر سید
نجم الدین قادری قلندر سے اُن کو حضرت سید خضر رومی شعلہ قلندر سے انکو حضرت
قطب الدین بختیار کاکی دہلوی سے انکو حضرت خواجہ غریب نواز ولی ہند سید
معین الدین حسن سنجری چشتی سے رضہ الخ

مرقومۂ بالا سلاسل بواسطۂ اولاد و خلفا حضرت قطب الدین بینا دل رح کے
لاہر پور علاقہ اودھ میں اور کاکوری متصل لکھنؤ میں عظیم آباد بہار منیر پھلواری
میں پہنچا ہے ان میں لاہر پور اور کاکوری اور پھلواری- ہر ایک جگہ اہل علم و
تحقیق کے گھروں میں پہنچا ہے ان خاندانوں میں سے کوئی بھی ایسی غلطی کو روا
اور برقرار نہ رکھ سکتا تھا جو کہ عنوان سہروردی کی تحقیق کے تحت میں مرقوم
ہوا ہے- اور جس کی اصل حقیقت ظاہر کرنے کی غرض سے ان سطور کے لکھنے کی
نوبت آئی-

یہ اصول سلف سے خلف تک مسلم اور جاری ہے کہ جن بزرگ کو اپنے پیر کے
علاوہ کسی دوسرے بزرگ سے (بحیثیت استفاضہ ارشاد و ترشید کے یا
فقط تبرکاً) خرقہ ملا ہو یا اجازت تلقین طالبین کی حاصل ہو تو جن بزرگ سے

اُنکو خرقہ پہنچا۔ یا اجازت ملی۔ ان بزرگ کے طریقہ مین طالب کو مرید کرنے اور
اُنکے طریقہ کا شجرہ دینے کا اُنکو حق حاصل ہو۔ میرے اس زمانہ مین دو ایک صدی
پہلے سے اجازت ملنے پر یہ کام منحصر رکھا گیا ہو۔ اس بات کے معلوم کر لینے کے
بعد کہتا ہون ہین جب یہ لکھا ہوا دیکھا جائے کہ فلان بزرگ کو فلان بزرگ نے
خرقہ پہنایا۔ یا اجازت دی یا انھون نے اُن سے خرقہ پہنا۔ اجازت حاصل
کی۔ تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جنھے اُنکو خرقہ ملا یا اجازت ہوئی۔ ان کے طریقہ
مین مرید کرنے اور اپنے شیخ کے نام کی جگہ خرقہ دینے والے کا نام پھر اُنکے کل پیرانِ
طریقت کا سلسلہ انتہا تک لکھکر دینے کا حق حاصل ہو۔

اسی بنا پر سمجھنا چاہئے کہ شیخ الشیوخ نے سید مبارک غزنوی کی بیعت قادریہ
طریقہ مین لیکر اُسی طریقہ کا شجرہ اُن کو عطا فرمایا اور اسی طریقہ مین دوسرے کی
بیعت لینے کی اجازت بھی دی۔

اور بہاء الدین زکریا کی بیعت اپنے خاص طریقہ سہروردیہ مین لیکر اجازت
مطلق ہر کل طرق موصولہ مین بیعت لینے اور اجازت دینے کو شامل ہو اجازت
اُن کو دی۔ اور یہ دونون سلسلے جُدا جُدا شیوخ سے حضرت قطب الدین بنیا دل
کو پہنچے۔ اس تصریح سے میرا یہ مقصد ہو کہ قریب مین جہان پر کتاب گنج ارشدی اور
انوار الرحمٰن کی عبارتین نقل کرونگا جسمین بزرگان چشتیہ اور سہروردیہ اور
غوث الثقلین کا نام ایک ہی سلسلہ مین نظر آئے گا۔ وہان ناظرین کی سمجھ مین
آجائیگا کہ حضرت مخدوم جہانیان جلال الدین بخاری اور مولانا فخر الدین محمد
دہلوی چشتی دونون بزرگون کو قادریہ طریقہ کی اجازت و خلافت بواسطہ اکابر

سلسلہ سہروردیہ ہی کے پہنچی ہے۔

نقشبندیہ مجددیہ طریقہ مین ایک شاخ قادریہ کی آتی ہو۔ اسی کو ظاہر کیا جاتا ہو فکر و ذکر و شغل مجددیہ طریق سے بتائے جاتے ہین"

نقشبندیہ طریقہ حضرت خواجہ خواجگان شیخ بہاء الدین نقشبند رض کی طرف منسوب ہو ہندوستان مین یہ طریقہ مشہور تر دو ناموں سے ہے ایک مجددیہ منسوب ہو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رض کی طرف۔

دوسرا۔ ابو العلائیہ مجمع البحرین چشتیہ و نقشبندیہ حضرت سیدنا ابو العلا رض اکبر آبادی کی طرف حضرت موخر الذکر ساتھ اسکے کہ حضرت ولی الہند خواجۂ غریب نواز اجمیری رض کے فیض سے ایسے رنگ گئے ہین کہ اس طریقہ کا ہر شخص چشتیہ ہی معلوم ہوتا ہو۔ بلکہ سماع و وجد اور جوش و خروش مین حضرات چشتیہ سے چند قدم آگے بڑھے ہوئے ہین نقشبندیہ کا مطلق اثر نہین ہو۔ لیکن چونکہ فقط روحانی افاضہ و استفاضہ تھا اجازت نہ تھی اس لئے بیعت نقشبندیہ ہی مین لیتے ہین۔ اور شجرہ بھی اُسی طریقہ کا دیتے ہین۔

حضرت مقدم الذکر کو اپنے والد ماجد شیخ عبد الاحد رحمہ اللہ سے چشتیہ اور قادریہ دونون کی اجازت ملی۔ اور شیخ عبد الاحد کو شاہ کمال سے اور اُن کو سید فضیل سے۔ جیساکہ مسلسل امام الطریقہ حضرت ابو محمد عبد القادر جیلانی رض تک ہے انتباہ مین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لکھا ہو صفحہ ۱۵ مطبوعہ احمدی دہلی

حضرت مجدد الف ثانی کے مناقب لکھنے والون نے اُنکے والد شیخ عبد الاحد رح کو قادریہ کی اجازت ایک دوسرے سلسلہ سے بھی لکھا ہو وہ یہ کہ شیخ عبد الاحد کو

اپنے پیرزادہ و مربی و مرشد شیخ رکن الدین چشتی سے اُنکو اپنے والد مخدوم عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری سے قادریہ اور چشتیہ دونوں ہی سلسلہ کی اجازت ملی تھی

تو اگر سر دفتر طریقۂ نقشبندیہ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رح سے سلسلہ قادریہ کا اجرا ثابت نہین اور مجددیہ جاری کرتے ہین اس کی وجہ یہ ہو کہ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی کو الباس خرقہ حضرت غوث الثقلین کی طرف سے نہ ہوا۔ گو اُنکے استفاضہ کے سب لوگ قائل ہون۔

مجلس وعظ کی شرکت ثابت۔ لیکن مجلس وعظ مین استفاضہ عام تھا۔ وہ صحبت اُن اکابر کی حیثیت سے عام تھی جس صحبت پانے کو مسترشدانہ سمجھتے ہین اُس کی نسبت لکھتے ہین وصحب فلان یعنی اپنے پیر کے علاوہ فلان بزرگ کی صحبت مین بیٹھے اُن سے فیض پایا۔ الباس خرقہ اُس سے بھی خاص تر چیز ہو اور اسیکا پانے والا جسسے خرقہ پائے اُسکا طریقہ جاری کرسکتا ہے۔

نقشبندیہ مجددیہ مین جب یہ بات حاصل ہوگئی کہ اجازتًا سلسلہ قادریہ پہنچ گیا تو اُس طریقہ مین بیعت لینے اور قادریہ شجرہ مرید کو دینے کے وہ مستحق ہین۔ اُنپر اعتراض جائز نہین۔

قادریہ طریقہ مین مرید کرکے ذکر و فکر و مراقبہ و مشغولی مرید کو مجددیہ طریقہ کا بتانا اسکا مطلب یہ ہوگا کہ مرید کرنے والے اور ذکر و مراقبہ بتانے والے کی تعلیم و تربیت خود اپنے پیر و مرشد سے مجددیہ ہی طریقہ مین ہوئی ہوگی۔ جس کو جس طریقہ کی تعلیم و تربیت ہوئی ہوگی وہی دوسرے کو بھی بتائے گا۔

ہان اگر دوسرے طریقہ کے اذکار و افکار بھی اُسکے پیر یا مرشد نے

بتا دئے ہین۔ اور اُن سب کی مشق کرا دی ہو تو وہ البتہ دوسرے طریقہ کی چیزین جس قدر معلوم ہین طالب کو بتا سکتا ہو اور تعلیم کر سکتا ہو۔ لیکن رنگ اور مشرب اُسکا وہی رہیگا جو اُس کے مرشد کا ہوگا۔ اور جس وش مین اُس نے خود تعلیم حاصل کی ہوگی۔

سب سے زیادہ لطف کی بات یہ ہو کہ کبرویہ طریق کی دو شاخین مشہور ہین۔ ایک فردوسیہ و منیریہ۔ دوسری نوربخشیہ۔ یعنی حضرت نجم الدین کبرا سے رحمۃ اللہ علیہ کے بعد شیخ رضی الدین علی لالا اور اُن کے بعد شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ اُن کے [1] سید علی ہمدانی کشمیری المدفن رحمۃ اللہ علیہ اُن کے بعد سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ اُن کے بعد حضرت محمد علی بن یحییٰ لاہجی نوربخشی جنھون نے مثنوی گلشن راز کی مشہور شرح کی ہو۔

اِن بزرگوار نے مولانا حسن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے جو شیخ یحییٰ مدنی خلف الصدق کے دادا تھے۔ احمد آباد مین ملاقات کی۔ اُن کی صغر سنی کا زمانہ تھا۔ مگر چونکہ ہر طرح آراستہ و پیراستہ تھے اُنکو بعد واپسی از حج اپنا طریق عطا کیا۔ اُس خاندان مین یہ سلسلہ قادریہ کے نام سے مشہور ہو اور شجرہ مین شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت محبوب سبحانی غوث الصمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام درج کرتے ہین۔ حالانکہ اُن کو شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور [2] شیخ نساج رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق تھا۔ اور بیان کیا جاتا ہو کہ حضرت محبوب سبحانی سے آپنے فیض حاصل کیا ہو۔

---

[1] نقل مطابق اصل ہو لیکن یقینی چھاپہ کی غلطی سے اس جگہ بعد کا لفظ چھوٹ گیا ہے ۱۲ منہ

[2] نقل مطابق اصل ہو جو یقینی چھاپہ کی غلطی ہو صحیح یہ ہوگا۔ اور اُنکو شیخ نساج سے ۱۲ منہ

سوانح عمری حضرت غوث الاعظم قدس سرہ مین جو مصر کے کسی ذی علم بزرگ نے کتب عربی سے مرتب کی ہے بصراحت درج ہے کہ شیخ عبد القاہر سہروردی جنسے سلسلہ سہروردیہ مشہور ہوا - اور جو کہ سہروردیہ کے امام الطریقہ ہین حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی محفلون مین شریک ہوئے وعظ سُنا اور فیض حاصل کیا۔ آپ کو سہروردی کے شیخ صحبت کہنا بجا ہے "

اسکا خلاصہ مقصد یہ ہوا کہ بقول ایک مصری سوانح نویس غوث اعظم کے حضرت شیخ ابوالنجیب عبد القاہر سہروردی (اگرچہ) محفلون مین حضرت غوث اعظم رض کے شریک ہوئے وعظ سُنا۔ فیض صحبت حاصل کیا - (اس سے بڑھ کر نہین کہ) آپ کو سہروردی کے شیخ صحبت کہنا بجا ہے (نہ یہ کہ بجاے شیخ احمد غزالی رض شیخ یا مرشد حضرت ابوالنجیب عبد القاہر سہروردی رح کے حضرت غوث اعظم سید عبد القادر گیلانی رض کا نام شجرہ مین لکھا جائے) جیسا کہ احمد آباد مین مولانا حسن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان مین (حضرت ابوالنجیب سہروردی کے شیخ یا مرشد کی جگہ شجرہ مین حضرت سید عبد القادر جیلانی کا نام) لکھتے ہین - اُنکے خاندان مین یہ سلسلہ قادریہ کے نام سے مشہور ہے"

سوانح عمری حضرت غوث اعظم قدس سرہ جو مصر کے کسی ذی علم بزرگ نے کتب عربیہ سے مرتب کی ہے - جب یہ سوانح عمری اور اُس کے مصنف دونون مجہول الاسم ہین تو اسکے لکھنے پر وثوق واعتماد کیونکر ہو سکتا ہے - اسلیے غوث الثقلین کی نسبت یہ لکھنا کہ آپ کو سہروردی کے شیخ صحبت کہنا بجا ہے" بے شک درست سمجھا جا سکتا ہو - لیکن جب معتبر کتابون مین اور

اکابر چشتیہ وغیرہ بزرگان کے قول سے ثابت ہوجائے۔ اور احمد آباد کے سوائے دوسری جگہوں اور خاندانوں مین بھی قادریہ طریقہ بواسطہ سرسہروردی حضرت ابو النجیب عبد القاہر سہروردی کے پایا جائے تو اُس کی صحت مین تامل نہ ہونا چاہیئے اب اِسکا ثبوت لیجیئے۔ خزانہ جلالیہ مین حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاریؒ فرماتے ہین۔ وایضًا لبس خرقة التبرك الشیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاهر السهروردی من قطب العالم محی الحق والدین عبد القادرؒ ترجمہ خرقہ تبرک پہنا شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی نے قطب العالم محی الحق والدین عبد القادر سے۔

سفینۃ الاولیا مین دارا شکوہ نے لکھا ہے "و بصحبت حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی مشرف گشتہ"

مرآۃ المریدین مین اسامی بزرگان سلسلہ قادریہ کے لکھنے کے بعد جو کہ بواسطہ حضرت شیخ الشیوخ کے غوث الثقلین تک پہنچتا ہے لکھتے ہین "مخفی نماند کہ شیخ شہاب الدین سہروردی در صحبت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ رسیدہ و در حق وی فرمودہ "انت اٰخر المشهورین فی العراق" و بر سینہ وی دست مبارک نہادہ توجہے نمودہ کہ علم کلام کہ یادداشت محو شدہ و سینہ پُرانوار گردید و در اکثر سلاسل فیما بین ہر دو اسم مبارک نام شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی نیز می نویسند و اینجا مندرج نیست"

معلوم ہوا کہ ہندوستان مین اکثر سلاسل مین قادریہ طریقہ بواسطہ حضرت ابو النجیب سہروردی اور اُن کے خلیفہ شیخ الشیوخ کے دونون کے واسطہ سے

پہنچا اور کہین فقط شیخ الشیوخ کے واسطہ سے جسکو صاحب مراد المریدین نے اپنے پیر سے سلسلہ قادریہ مین لکھا ہے اور یہ حضرت قطب الدین مینا دل قدس سرہ کا طریقہ ہے جس کا ذکر اوپر گزر چکا"

اب حضرت نجم الدین کبرا رض کی نسبت بھی گزارش ہے۔ لطائف اشرفی ملفوظات حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی چشتی رض مین ہے جلد اول صفحہ ۲۰۶ ہے حضرت نجم الدین کبرا کے شجرۂ طریقت اور نسبتون کے بیان مین لکھتے ہین" و دیگر نسبت وی بحضرت غوث الثقلین ہست بلا واسطہ" اقتباس الانوار تصنیف مولوی محمد اکرم چشتی صابری براسوی صفحہ ۱۸ " وسر گروہ طریقۂ کبرویہ حضرت نجم الدین کبرا نیز بخدمت آنحضرت (یعنی غوث الثقلین) رسیدہ تربیتہا یافتہ"

حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری اور حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس اللہ سرہما ونفعنا بہما دونون بزرگون کی جلالت شان ظاہر ہے۔ ان بزرگون کے اقوال کے بعد نہ سفینۃ الاولیاء کی عبارت کی حاجت تھی۔ نہ مراد المریدین کی نہ اقتباس الانوار کی۔ لیکن یہ سب اقوال اسلئے لکھدیئے ہین کہ اس کہنے کی گنجایش نہ رہے کہ یہ بعض بزرگون کا قول ہے جو الشاذ کالمعدوم ہے۔

اس جگہ علاوہ احمد آباد کے خاندان کے دوسرے بزرگون کا سلسلہ قادریہ بتایا جاتا ہے جو بواسطہ حضرت نجم الدین کبرا اور حضرت ابو النجیب سہروردی کے یا بواسطہ حضرات خواجہ بہاء الدین زکریا اور شیخ الشیوخ اور ابو النجیب سہروردی قدس اللہ اسرارہم ونفعنا بہم کے اُن لوگون کے خاندان مین لکھا جاتا ہے اور سلسل

اجازت اُس کی کتابوں میں مرقوم ہے

کتاب السمط المجید فی شان البیعتہ والذکر وتلقینہ وسلاسل اہل التوحید تالیف عارف باللہ شیخ صفی الدین احمد بن محمد بن عبد النبی یونس الانکاری المدنی القشاسی صفحہ ۶۴ سطر ۵ فصل

(وعلی ھذا) فاقول ان والدی محمد بن یونس الملقب بعبد النبی ابن ولی اللہ القطب الربانی سیدنا السید الحسیب النسیب احمد الدجانی ابن السید الحسیب النسیب علی بن السید الحسیب البدری حسن بن السید بسیان البدری نور اللہ ضرائحھم ونفعنا بھم (اخذ) عن التقی النقی صاحب الورع والعفاف والفضل والفضیلۃ والانصاف سیدی عمر بن سیدی الشیخ بدر الدین بن عمر العادلی (وھو) اخذ عن خلیفتہ ابیہ الاکبر صاحب الحال الاظھر والمقام الافخر بقیۃ العارفین باللہ سیدی عبد اللطیف (وھو) اخذ عن الامام الاکمل قدوۃ الکمال البارز بروح الحیاۃ لمن طلب ومستکمل العارف باللہ تعالیٰ القطب المکین سیدی الشیخ بدر الدین العادلی رحمہ اللہ تعالیٰ ونفع بہ (وھو) اخذ عن العالم الربانی القطب الاوحد سیدی احمد بن ابی العباس الحریتی (وھو) اخذ عن سیدی العالم باللہ علی بن خلیل المرصفی (وھو) اخذ عن سیدی ابی عبد اللہ محمد بن شیخ المغربی (وھو) عن سیدی محمد ابن عبد الدائم (وھو) عن سیدی حسن التستری (وھو) عن الشیخ جمال الدین یوسف بن عبد اللہ الکورانی (وھو) عن الشیخ نجم الدین محمود الاصفہانی (وھو) عن الشیخ بدر الدین محمود الطوسی (وھو) عن الشیخ نور الدین عبد الصمد النطنزی (وھو)

عن الشیخ نجیب الدین علی بن برغش الشیرازی (وھو) عن الشیخ شہاب الدین عمر بن محمد السہروردی و(ھو) عن عمہ ابو النجیب ضیاء الدین عبد القادر السہروردی (وھو) عن الشیخ عبد القادر الجیلانی قدس اللہ سرھما بسندھما المعروف الاتی انشاء اللہ تعالیٰ وقد سبق احدھما انتہی

گنج ارشدی[۱] میں مصنف نے اپنے شیخ محمد ارشد کے والد شیخ محمد رشید بن مصطفےٰ چشتی نظامی علیہم الرحمۃ کی شال یعنی اجازت نامہ سلاسل چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ و فردوسیہ و قلندریہ و مداریہ کو ایک مقام میں اجازت دینے والوں کی عبارت میں نقل کر کے پھر دوسری جگہ ہر ایک شجرہ کو لکھا ہے۔ قادریہ طریقہ کے ایک سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ شیخ محمد رشید بن مصطفےٰ کو سید راج احمد سے اُن کو چھ واسطوں سے حضرت مخدوم جہانیان سید جلال الدین بخاری سے اُن کو حضرت سید احمد کبیر بخاری سے اُنکو حضرت سید جلال الدین بزرگ بخاری سے اُنکو حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سے اُنکو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے اُنکو حضرت ابو النجیب سہروردی سے اُنکو حضرت شیخ الانس والجن شیخ عبد القادر جیلانی سے اُنکو شیخ ابو سعید مبارک مخزومی سے پہنچا۔

انوار الرحمٰن ملفوظات حضرت صوفی عبد الرحمٰن علیہ الرحمۃ لکھنوی میں سلسلہ قادریہ فخریہ کو اس طرح لکھا ہے صفحہ ۲۰۔ حضرت مولانا شاہ عبد الرحمٰن علیہ الرحمۃ کو شاہ عظیم الدین دہلوی سے اُن کو حضرت مولانا فخر الدین محمد سے اُنکو حضرت شاہ

[۱] گنج ارشدی یہ کتاب احوال میں شیخ محمد ارشد چشتی نظامی علیہ الرحمۃ اور اُنکے والد اور اُنکے پیران طریقت چشتیہ کے ہے اُنکے مرید و خلیفہ شیخ ابو العباس قمر الحق نے ۱۱۳۳ ہجری میں تصنیف کیا ۱۲

نظام الدین اورنگ آبادی سے انکو حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی سے انکو حضرت شیخ یحیے مدنی سے انکو حضرت شیخ محمد قطب سے انکو شیخ محمد حسن سے۔ یہانتک اُن کا چشتیہ فخریہ اور قادریہ ایک ہو اب حضرت شیخ محمد حسن کے اوپر نو واسطون کے بعد شیخ رضی الدین علی لالا سے اُنکو مجد الدین بغدادی سے انکو نجم الدین کبرے سے اُن کو حضرت عمار یاسر سے انکو حضرت شیخ ابو نجیب عبد القاہر سہروردی سے انکو محبوب سبحانی غوث صمدانی سید محی الدین عبد القادر جیلانی سے۔ صاحب گنج ارشدی کا چشتیہ سلسلا اور چشتیہ فخریہ دونون ہی سلسلہ نظامیہ ہین۔ اور دونون جگہ اجازۃ قادریہ طریقہ بواسطہ شیوخ سہروردیہ پہنچا ہوا ہو۔ اول مین حضرات شیخ بہاء الدین زکریا اور شیخ شہاب الدین سہروردی اور ابو النجیب عبد القاہر سہروردی اور دوسری مین حضرت شیخ رضی الدین علی لالا اور مجد الدین بغدادی اور نجم الدین کبرے اور ابو النجیب عبد القاہر سہروردی ہین۔ رضی اللہ تعالے عنہم۔

تعجب تو ایک ہی سہروردی کے سبب سے تھا۔ یہان ایک مین بزرگان سہروردیہ کے اصحاب ثلثہ اور دوسری مین پنجتن پاک ہین۔ اعتراض تھا کہ سہروردیہ نے اپنے کو قادریہ ظاہر کرکے عزت و احترام بڑھانا چاہا ہو۔ لیکن میرے نزدیک وہ حقیقۃً قادری طریقہ رکھتے ہین۔ اور اُن کے اکابر بزرگان سہروردیہ کے فیوض سے مستفیض ہین جنکے واسطے سے انکو طریقہ پہنچا ہو۔ اور جہان کہین بزرگان چشتیہ کا واسطہ بھی شامل ہو جیسے مرقومہ بالا۔ تو ایسے سلسلے کے مریدان جامع ٹھہر ینگے۔ قادریہ اور سہروردیہ اور چشتیہ تینون طریقے کے بزرگون کے فیوض کے۔

اجازت دینے والے اور لینے والے دونون بزرگون کی نسبت یہی ثابت ہو کہ اپنے

طریقہ خاص کی طرح چشتیہ ہو یا نقشبندیہ یا سہروردیہ اس طریقہ قادریہ کے
طالبین کی بھی بیعت لین۔ اور ظاہر ہو کہ جب قادریہ طریقہ مین بیعت ہوگی تو شجرہ
بھی قادریہ ہی ملیگا۔ اور چونکہ مشرب اِن بزرگون کا خاص چشتیہ تھا تو ضرور نہ
اذکار و افکار چشتیہ ہی طریق کے اس مرید قادریہ طریقہ والے کو بتائینگے تو بحسب
تحریر طریق سہروردی کی تحقیق کے جو اعتراض نقشبندیہ مجددیہ پر کیا گیا ہو وہی اِن
چشتیہ بزرگوار پر بھی عائد ہوگا۔ لیکن میری سمجھ مین نہ اُن پر اعتراض صحیح ہو نہ اِن پر۔
حضرت مخدوم جلال الدین بخاری اور حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت
مخدوم عبد القدوس گنگوہی اور حضرت مولانا فخر الدین قدست اسرارہم کو فقط اپنا ہی
نہین بلکہ تمام مسلمانون کا مقتدا اور پیشوا جانتا ہون ساتھ ہی ساتھ یہ بھی سمجھتا ہون
کہ اِن بزرگون کو قادریہ سلسلہ کی اجازت اِس غرض سے ملی تھی کہ ان مقدس ذوات
سے یہ طریقہ بھی جاری ہو۔ اور اِن بزرگون نے قادریہ کی برکات حاصل کرنے
کے لئے اس کی اجازت لی تھی۔ اجازت دینے والے اور لینے والے دونوکی نیت بخیر تھی۔
جیسا کہ لکھا گیا ہو کہ "اسکو حال کے بزرگون نے محض اس غرض سے رواج دیا ہو کہ قادریہ
طریقہ نہ کہا جائے تو عزت و حرمت مین فرق آتا ہو"
"یہ ظاہر ہو کہ بزرگون نے کسی سلسلہ مین ارادتاً بیعت کی اور بعد تکمیل کار سیاحی
اور متعدد بزرگون کی صحبت سے فیض حاصل کیا ہو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ سلسلہ
بیعت مین کوئی تفرقہ پیدا کیا جائے"......

صحیح ہو سلسلۂ بیعت مین اُنکے ہرگز کوئی تفرقہ نہین آتا ہو۔ مجرد فیض صحبت تو بمنزلہ باہمی
رفاقت و مصاحبت خیال کیا جاتا ہو۔ جہان پر تربیت اور تعلیم و تعلم کا واسطہ بھی

ہو گیا ہو تو اُس سے بھی اُنکے اصل شیخ کی بیعت مین کوئی نقصان نہین واقع ہوتا۔
شجرہ مین اپنے پیر کے سوائے دوسرے بزرگ کا نام اور اس کے بعد انکے پیرانِ
سلاسل کا نام اپنے پیرانِ سلسلہ کی جگہ لکھنا جس سبب سے ہوتا ہو وہ اُس طریقہ کے خرقہ
یا اجازت پہنچنے کے باعث سے ہو سہروردیہ اور نقشبندیہ کے علاوہ چشتیہ طریقہ
کے بزرگان کے فعل سے بھی مین نے اس بات کو اوپر ثابت کر دیا ہو۔

"حضرت محبوب پاک قدس سرہ نے شیخ ابو سعید مبارک مخزومی کے ہاتھ پر
بیعت کی شجرہ مین اُسی بزرگ کے نام کو درج کرنا پسند فرمایا حالانکہ آپ کو
شیخ احمد دباس اور دیگر اور بزرگون کی صحبت میسر آئی اور فیض صحبت حاصل کیا ہے۔
جس بات کو خود غوثِ اعظم قدس سرہ پسند نہ فرمائین اُس کو حال کے بزرگون نے
محض اس غرض سے رواج دیا ہو کہ قادریہ طریقہ نہ کہا جائے تو عزت و حرمت مین
فرق آتا ہو۔ حضرت محبوب پاک قدس سرہ نے شیخ ابو سعید مبارک مخزومی کے ہاتھ
پر بیعت کی،، میرے نزدیک یہ بیعت ثابت نہین۔ خرقہ البتہ ملا جسکو کسی نے لکھا ہو
کہ شیخ ابو سعید مبارک مخزومی سے خرقہ تبرک ملا۔ کسی نے لکھا ہو کہ ان دونون بزرگون
مین سے ہر ایک نے دوسرے سے خرقہ تبرک لیا۔ حضرت غوث الثقلین کو خرقہ بلا
واسطہ حضرت ابو الحسن علی الہنکاری سے بھی ملا تھا۔ اگر بیعت ہوتی تو خرقہ تبرک
نہ کہا جاتا۔ پھر ہر ایک کا دوسرے سے خرقہ لینا بھی نہ ہوتا حضرت غوث الثقلین
کی اول تلقین جس کو بیعت کہہ سکتے ہین اپنے والد بزرگوار سے کم سنی مین ہوئی اور
جوانی مین بہت بزرگون سے خرقہ ملا۔ اور شیخ حماد دباس رض سے علم تصوف حاصل کیا
اور اُن سے فقر کی تعلیم پائی۔ آخر مین قاضی ابو سعید مبارک مخزومی کی صحبت مین بیٹھے

اور فیض پایا اور اُن کی وفات کے بعد انھین کے مدرسہ مین درس دیتے اور وعظ فرماتے ہے۔ اس مدرسہ کو وسیع کیا جسکو آجکل کے محاورہ مین جانشینی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ حضرت ابو سعید مبارک مخزومی رحمہ کی آپ کے پیر مشہور ہونے کی ہے۔

اب حضرت غوث الثقلین کی ابتدائی تعلیم یا تلقین اپنے والد بزرگوار سے اور اصلی سلسلہ آپ کا آبائی ہونا۔ دوسرے دوسرے بزرگون سے خرقہ ملنا حضرت حماد دباس سے فیض صحبت و تعلیم پانا۔ علم تصوف سیکھنا۔ خرقہ پانا حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی سے خرقہ ملنا اور اُن کی صحبت مین بیٹھنا۔ اُن کے مدرسہ مین درس دینا وعظ کہنا۔ اس کو وسیع بنانا وغیرہ۔ عربی و فارسی کتابون سے لکھا جاتا ہے۔

ابتدائی تعلیم و تلقین غوث الثقلین کی اپنے والد سے اور اصلی سلسلہ آپ کا آبائی ہونا

اس جگہ چند احادیث شریف لکھکر اصل مضمون کی سند کتابون سے لکھی جائیگی عمل الیوم واللیلہ مین ابن السنی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا افصح الغلام من بنی عبد المطلب علمہ ھذہ الآیۃ وقل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ۵	حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم (یہ کرتے) تھے کہ جب اولاد عبد المطلب کا کوئی لڑکا صاف بولنے لگتا تو اُسکو یہ آیت تعلیم فرماتے وقل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ۵

حصن حصین مین امام جزری نے اس آیۃ کو تکبیرا تک پڑھانا لکھا ہے جہان تک یہ آیت تمام ہوتی ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۴ مین دوسری حدیث بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہو قال کنت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا غلام انی معلمك کلمات احفظ اللہ عزوجل یحفظك احفظ اللہ تجدہ امامك واذا سالت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ عزوجل الحدیث۔

حضرت ابن عباس رض کہتے ہین کہ مین حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا کہ آپ نے فرمایا ہو لڑکے مین تجھے کلمات سکھلانے والا ہون یاد کرلے۔ اللہ عزوجل تیری حفاظت کریگا یاد کرلے اللہ کو اپنے آگے پائیگا اور جب تو کچھ مانگے اللہ سے مانگ اور جب مدد چاہے تو اللہ عزوجل سے مدد چاہ۔

ایضاً صفحہ ۱۳۵ مین ایک حدیث مرفوع ہو۔

اذا افصح اولادکم فعلموھم لا الٰہ الا اللہ۔

جب تمھارے لڑکے بولنے لگین تو ان کو لا الٰہ الا اللہ سکھاؤ۔

حدیث اول اطفال بنی عبد المطلب کی ابتدائی تعلیم سے متعلق ہو۔ لیکن ہر مسلمان اسپر عمل کرسکتا ہو کہ اپنے اہل قرابت قریبہ کے چھوٹے لڑکون کو آیۃ شریفہ مذکور پڑھائے اور سنت نبوی کے ادا کرنے کا ثواب اور نفع کمائے۔ اور اولاد عبد المطلب تو خصوصیت کے ساتھ اس سنت کی پیروی کے مستحق ہین جیسا کہ بعض خاندان جعفر بن ابیطالب مین ابجد خوانی کے وقت یہ آیت خاص کر پڑھانا سلف سے معمول چلا آتا ہو۔ تو غوث الثقلین کے والد نے کیون نہ یہ آیت آپ کو پڑھائی ہوگی۔ کیونکہ بنی عبد المطلب مین سے وہ بھی تھے۔

حدیث دوم: اس حدیث مین بنی عبد المطلب ہی کے ایک رکن عظیم مخاطب ہین اور ان کو وصیت ایسی فرمائی گئی ہے جو کہ عارفین باللہ کا دستور العمل اور درویشی اور خدا پرستی کا اصل اصول ہے۔ اذا سالت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ عرفا کا اس پر عملدرآمد بھی اسی جہت سے ہے کہ یہ وصیت انھین اپنے سلسلے کے شیوخ سے پہنچی ہے۔ آل و حضرت اطہار خاندان رسالت اپنے بنی اعمام عباسیون سے اس وصیت پر عمل کرنے اور ابا عن جد باہم ایک کو دوسرے سے روایت کرنے اور وصیت کرنے کا حق زیادہ رکھتے ہین۔

خود غوث الثقلین نے اپنی وفات کے وقت جو وصیت اپنے فرزند رشید حضرت عبد الوہاب قدس سرہ کو فرمایا۔ اسکے الفاظ تو دوسرے ہین۔ لیکن اس حدیث شریف کے مترادف المعنی ہین۔ تکملہ فتوح الغیب مطبوعہ مصر برحاشیہ بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۸۔ اور زبدۃ الاسرار صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ بمبئی مین ہے۔

علیک بتقوی اللہ ولا تخف احدا سوی اللہ عز وجل ولا ترج احدا سوی اللہ وکل الحوائج الی اللہ عز وجل ولا تعتمد الا علیہ و اطلبہا جمیعا منہ تعالی ولا تتکل باحد غیر اللہ سبحانہ التوحید التوحید اجماع الکل۔

تجھ پر خدا کا خوف لازم ہے۔ سوائے اللہ عز و جل کے کسی سے نہ ڈر اور نہ امید رکھ کسی سے سوائے اللہ کے اور اپنی حاجتون کو اللہ عز وجل کی طرف سونپ دے اور بھروسہ نہ کر مگر اسی پر (اور اپنی حاجتین) سب اسی اللہ برتر سے مانگ۔ اور اللہ پاک کے سوا کسیکو اپنا وکیل نہ بنا۔ توحید توحید توحید اجماع سب کا ہے۔

اس مین وکل الحوائج الی اللہ عز وجل واطلبہا جمیعا منہ تعالیٰ کو شرح سمجھنا چاہیئے واذا سالت فاسئل اللہ کی اور ولاترج احدا سوی اللہ اور ولا تتکل باحد غیر اللہ سبحانہ کو تفصیل - واذا استعنت فاستعن باللہ کی

غرض یہ کہ خاندان آل و عترت اطہار مین اس قسم کی تعلیم وصیت جاری رہی - جس طرح غوث الثقلین نے اپنی اولاد کو وصیت کی ان کے والد بزرگوار نے بھی اسی طرح سے وصیت کی ہوگی - حدیث سوم مین عام اہل اسلام کیطرف خطاب اور حکم ہو جس مین خاندان رسالت بھی داخل اور تعمیل ارشاد نبوی مین سب کے ساتھ شامل بلکہ سب سے زیادہ مستعد اور تعمیل واجب جاننے والے ہین - عام مسلمان تو دانستہ اور نادانستہ اسپر عمل کرتے ہین خواص دانستہ امتثال امر اور اسپر عمل ثواب کی نیت سے بھی - سادات کرام ذریات طیبات خاندان رسالت فقط تعمیل ارشاد پر ہی نہین بس کرتے - بلکہ بہت سے اغراض نیک اور حصول برکات کثیرہ کی نیت اس مین شامل رکھتے ہین - ادنے سی بات یہ ہو کہ اس کلمۂ طیبہ کی اپنے لڑکون کو تلقین و تعلیم کرنے کی بدولت اپنے سلسلۂ ایمانی کو ابا عن جد مسلسل حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے اور متصل کرتے ہین - حضرت امامین سبطین رسول الثقلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے اور حضرت ابو الحسنین علی کرم اللہ وجہہ الشریف کے واسطہ سے -

تعجب یہ ہو کہ امامین مین سے ایک حضرت امام حسین علیہ السلام سے اُن کی اولاد مین مسلسل حضرت امام علی رضا علیہ السلام تک اور اُنسے معروف کرخی کو طریقہ پہنچنے کے سبھی لوگ قائل ہین - اور کچھ لوگ حضرت امام حسن عسکری تک - پھر

انکے بعد امام یازدہم کے برادر محترم حضرت جعفر ثانی کے واسطے سے ان کی اولاد امجاد میں حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری تک سلسلہ پہنچنا تسلیم کرتے ہیں - اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد امجاد میں حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ تک سلسلہ پہنچنے میں انھیں تامل ہے - اس تامل کا سبب اگر یہ ہے کہ وہ صریح بیعت یا مریدی یا تلقین کا صریح لفظ نہیں ملتا ہے تو یہ وصف اور حصر کبھی ہے پھر ایک کے ساتھ اقرار اور دوسرے کے ساتھ انکار کی کیا وجہ -

اور سنئے طریقہ چشتیہ میں جس ذکر کی تلقین حضرت سیدنا و مولانا و نبینا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بواسطہ حضرت امیر المومنین سیدنا و مولانا علی مرتضےٰ رضے اللہ تعالیٰ عنہ کے یکے بعد دیگرے بواسطہ شیوخ طریقت مروی ہے وہ ہی لا الہ الا اللہ مع تلاقی کے ساتھ -

حضرت امام حسن بصری سے بواسطہ حضرت عبدالواحد بن زید کے پیران طریقت میں اس وقت تک اس کلمہ کا ذکر پہنچے - اور حضرت لمامین کے واسطے سے دونوں بزرگوں کی اولاد میں نہ آئے یا ایک کی اولاد میں آئے - اور دوسرے امام کی اولاد میں نہ آئے - اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی - اس لئے ماننا پڑیگا کہ دونوں ہی اماموں کی اولاد امجاد میں موافق تعلیم و ارشاد و حکم نبوی کے اس کلمہ کی تلقین نسلاً بعد نسل ہوتی چلی آئی ہے اور غوث الثقلین قدس سرہ کو بھی اپنے والد بزرگوار سے تلقین ہوئی - اور ان بزرگوں کی تلقین کلمہ طیبہ اور لوگوں کی طرح معمولی نہ تھی - اسلئے اس تلقین میں بیعت کو بھی شامل سمجھنا چاہئے - اگر کسی کو اسکا علم نہ ہو تو اسکو اس سے انکار کا بھی حق نہیں ہے -

ہاں یوں کہے کہ میں نے اس کی سند نہ پائی۔

کسی نے بہت ہی اچھا کہا ہے ؎ صحرا فراخ است اے پسر تو گوشہ ناگوشہ نہ

حضرت غوث الثقلین کی اولاد میں ہندوستان کے اندر حضرت سید فیض قادری رض اور بعض دوسری اولاد غوث الثقلین اپنے شجرہ پیران طریقت میں حضرت غوث اعظم کے معظم نام کے اوپر ان کے والد حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست اور ان کے آباؤ اجداد کرام کے نام حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام تک۔ پھر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا نام نامی۔ پھر حضرت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معظم و محترم اسم پاک لکھتے ہیں۔

اس بحث کی بنا محض قرائن پر منحصر و محدود نہیں بلکہ آپ کی اولاد میں بعض خاندان کے لوگ جیسا اوپر بتایا گیا۔ شجرہ پیران طریقت نسبی ہی لکھتے ہیں۔ اس نسبی سلسلہ کو لوگوں نے لکھا بھی ہے۔ جس کا بیان قریب میں آتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت غوث الثقلین رض ابتدا میں اپنے والد بزرگوار کے فیض تربیت ظاہری و باطنی سے نشو و نما پاے ہیں۔ الکوکب الظاہر فی مناقب الغوث عبد القادر تصنیف علامہ عارف باللہ سید ابو الہدیٰ[1] آفندی رفاعی (میں ہے۔ مطبوعہ استنبول صفحہ ۵۔

ولد رضی اللہ عنہ بقریۃ نیف من اعمال جیلان بلد من بلاد العجم		پیدا ہوے وہ (غوث الثقلین رضی اللہ عنہ) بلاد عجم کے ایک شہر جیلان کے علاقہ

[1] سید ابو الہدیٰ رفاعی سے ناظرین واقف ہونگے کہ قسطنطنیہ میں نوجوان ترک کے فتنہ میں نظر بند بھی کئے گئے اور اسی قید میں وفات پائی ۱۳۳۱ھ

وترعرع فی حجر والدہ الی ان بلغ حد الرجال	یف ہین۔ اور بڑھے (پرورش پائی) اپنے والد کے کنار ہین یہان تک کہ جوانی تک پہونچے

جواہر السلوک کے تکملہ ہین صفحہ ۲۷۲ مطبوعہ مظہر العجائب مدراس ہین ہے۔

اے عزیز سلسلہ علیہ قادریہ حسنیہ است از جانب بغداد زیراکہ حضرت سلطان الاولیاء التماس خرقہ خلافت از والد خود ابی صالح موسی کردہ و او از والد خود سید عبد اللہ جیلی و او از والد خود سید یحیی الزاہد و او از والد خود سید محمد و او از والد خود سید داؤد و او از والد خود سید موسی الثانی و او از والد خود سید عبد اللہ الثانی و او از والد خود سید موسی الجون و او از والد خود سید عبد اللہ المحض و او از والد خود امام حسن مثنی و او از والد خود امام حسن رضی اللہ عنہم۔ و حسینیہ است از جانب مشائخ زیراکہ آنحضرت التماس خرقہ از ابی سعید مبارک مخزومی کردہ و او از ابی الحسن الہنکاری "اس کو شیخ معروف کرخی تک پہنچا کر لکھتے ہین۔ و او از امام علی موسی رضا و او از امام موسی کاظم و او از امام جعفر صادق و او از امام محمد باقر و او از امام زین العابدین و او از امام حسین رضی اللہ عنہ۔ یا حبیبیہ است زیراکہ شیخ معروف کرخی التماس خرقہ از خواجہ داؤد طائی نیز کردہ و او از حبیب عجمی و بہر تقدیر علویہ باشد۔

مقامات دستگیری صفحہ ۷۵ بیان طرق خلفاء اربعہ ہین کہ ان سب کا

سلہ یہ کتاب تصنیف علامہ سید شاہ عبد اللطیف معروف بہ سید شاہ محی الدین قادری لقوی دہلوی کی ہے ۱۲۸۱ھ ہجری ہین لکھی گئی اور ۱۲۹۳ھ ہجری ہین چھپی۔ اس کا تکملہ ان کے مرید سید محمد صاحب نے ۱۲۸۵ھ ہجری ہین لکھا ۱۲ منہ عفی عنہ

سلہ یہ کتاب تصنیف ہے۔ مولوی عبد الرحیم ضیا حیدرآبادی کی ۱۲ منہ عفی عنہ

خرقہ وطریقہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو پہنچا۔ لکھا ہے علویہ بھی ہے۔ علویہ
ہین اجداد بزرگوار کی طرف سے حسینیہ ہے۔ یعنی حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی
کو خرقہ پہنایا۔ اُن کے والد ابو صالح موسی نے اُن کو اُن کے والد سید عبداللہ جیلی نے
انکو سید یحیی زاہد نے جس طرح اوپر گزرا سلسل امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین
تک لکھکر کہتے ہین اور مشائخ کبار کیجانب سے حسینیہ ہے جناب غوث الثقلین کو خرقہ
پہنایا ابو سعید مبارک مخزومی نے اُن کو ابو الحسن علی الہنکاری نے۔ اس سلسلہ کو مثل
سابق کے حضرت معروف کرخی تک اور اُن کو حضرت امام موسی رضا سے انکو امام
موسی کاظم سے اسی طرح سے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ تک۔

اقتباس الانوار در ذکر سلسلہ پیران چشتیہ۔ اس ہین دوازدہ امام کے احوال
کے بعد امام سیزدہم حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حالات
کو بھی لکھا ہے۔ خرقہ پہنچنے کی نسبت ہے صفحہ ۶۷۔

ونسبت خرقۂ آنحضرت در ظاہر بدو سہ جانب است یکے از جانب آبائے خود
پھر صفحہ ۷۷ ہین ہے وآنحضرت خرقۂ اصل کہ آنرا خرقہ سیادت وخرقہ موروثیہ گویند
معنعن ومسلسل بیواسطہ احدے از آبا واجداد بزرگوار خود پوشیدہ وآن منتہی بہ
امام حسن مثنی وامام حسن مجتبی رضی اللہ عنہما میشود۔

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ہین شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے
ہین صفحہ ۸ مطبوعہ احمدی دہلی۔ شجرہ نویسان درین موضع سلسلہ نسبت اثبات
کنند۔ وفیہ نظر۔ زیرا کہ قرینہ قائم نشدہ است بر آنکہ تربیت باطنی باین سلسلہ
بودہ باشد واللہ عالم۔ وان سلسلہ این است۔ سید الشیخ ابو محمد عبدالقادر الجیلانی

اخذ الطریقۃ عن ابیہ ابی صالح موسیٰ جنگی دوست عن ابیہ الخ اور صفحہ ۳۲
مین لکھتے ہین۔ عند المحققین ان الشیوخ ثلثۃ شیخ الخرقۃ وشیخ الذکر و
شیخ الصحبۃ اتم واکمل فی الارتباط وھو الشیخ الحقیقی انتھی۔ جب
شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو خود اقرار ہے کہ محققین کے نزدیک شیوخ تین قسم کے ہین
ایک تو شیخ الخرقہ دوسرے شیخ الذکر تیسرے شیخ الصحبۃ۔ اور تیسرے کو اتم واکمل۔
اور شیخ حقیقی سمجھتے ہین تو غوث الثقلین کے شیخ الصحبۃ ہونیکا حق کل شیوخ غوث اعظم
مین سے شیخ حماد دباس اور شیخ ابوسعید مبارک کو حاصل ہے۔ باقی کل شیخ الخرقہ ہین۔ اور
اُن کے والد شیخ الذکر اور شیخ الخرقہ دونون ہو سکتے ہین۔ شیخ الذکر اس حیثیت سے
کہ موافق احادیث مرقومہ بالا کے قرینہ اس پر دال ہین۔ اور کچھ لوگون کے لکھنے سے
اور اُن کی اولاد مین اُن وسائط کے شجرہ مین لکھے جانے سے تصدیق بھی اُس
قرینہ کی ہو جاتی ہے اور جن لوگون نے اس نسبت کو لکھا ہے تو خرقہ کا ذکر بھی کیا ہے
اس نے مجرد تلقین پر بس نہین ہو سکتا۔ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ آبائی سلسلہ کے شجرہ
طریقت کی نسبت فیہ نظر کے لکھکر فرماتے ہین۔ زیرا کہ قرینہ قائم نشدہ است بر آنکہ
تربیت باطنی باین سلسلہ بودہ باشد۔ ان مین بھی تربیت باطنی کو ثابت نہین کرتا۔
مین تلقین اور الباس خرقہ کو ثابت کرتا ہون جس پر قرینہ قائم ہوگیا ہے اور اسکی تفصیل اوپر
بیان ہو چکی ہے۔ اس لیے جتنے لوگ غوث اعظم رض کا آبائی سلسلہ اپنے شجرہ طریقت مین لکھتے ہین
وہ صحیح ہے۔ کیونکہ وہ شجرہ سلسلہ تلقین و الباس خرقہ کا ہے اور ایسے سلسلے کے لکھنے پر اتفاق ہے خود شاہ
صاحب علیہ الرحمۃ اسی انتباہ کے صفحہ ۱۶ مین اپنے والد کے طرق کے بیان مین لکھتے ہین۔ وایضاً
ایشان را ارتباط از جہت خرقہ با شیخ عظمت اللہ اکبر آبادی است عن ابیہ عن جدہ

الشیخ عبدالعزیز الخ پھراپنے خاص طرق کے بیان مین اپنی شیخ الخرقہ شیخ محمد طاہر کے سلسلہ
کو غوث الثقلین تک لکھتے ہین کاتب الحروف کہتا ہے کہ زمانہ سلف مین خرقہ تبرک لیا جاتا تھا
اس زمانہ مین مجرد اجازت لیجاتی ہے۔ اور جس طریقہ کی اجازت لیجاتی ہے۔ اور جس طریقہ کی
اجازت لیجاے اسکا منشا یہی ہے کہ اُس طریقہ مین بیعت طالبین کی لیجاے اور اسی
طریقہ کا شجرہ بھی دیا جاے۔

حضرت غوث الثقلین کو دوسرے بزرگون سے خرقہ ملنا

جن بزرگون سے آپ کو خرقہ ملا ایک حضرت تاج العارفین ابو الوفا ہین رضی اللہ عنہ
قلائد الجواہر صفحہ ۳ مین حضرت تاج العارفین ابو الوفا کی مجلس وعظ مین
حضرت غوث الثقلین کا اپنے بدایت حال مین جانا اور امتحان کی نیت سے اُنکو مجلس وعظ
سے نکال دینے کا حکم دینا پھر احترام کرنا اور اون کے حق مین پیشین گوئی کرنا وغیرہ کے بعد
لکھا ہے واعطاہ سجادتا وقمیصہ وسبحتہ وقصعتہ وعکازہ۔ یعنی۔
اور آن کو اپنا سجادہ دیا اور قمیص اور تسبیح اور کاسہ اور عصا دیا۔
اقتباس الانوار صفحہ ۴۶۔ ویک خرقہ خلافت از دست تاج العارفین شیخ ابو الوفا
بغدادی پوشیدہ وآنحضرت در ابتداے حال از خضر علیہ السلام نیز تربیتہا یافتہ است
دوسری جگہ اس اجمال کی تفصیل مین لکھتے ہین۔ پس سجادہ وپیراہن وسبحہ وکاسہ و
عصاے خود او را داد واز منبر فرود آمدہ دست آنحضرت گرفت وگفت چون وقت
تو آید مرا یاد کن۔ بعد از آن حضرت (غوث الثقلین) مشہور شد دوسرے حضرت شیخ
حماد دباس ہین الفتح المبین مین علامہ وقت سید ظہیر الدین لکھتے ہین صفحہ ۴۴
چھاپہ مصر۔

وصحب زبدة العارفين قدوة المحققين ابا الخير حماد بن مسلم الدباس واخذ علم الطريقة وتادب منه

اور (غوث الثقلین) صحبت میں رہے زبدۃ العارفین قدوۃ المحققین ابو الخیر حماد ابن مسلم دباس کے اور اُن سے علم طریقت اور ادب حاصل کیا۔

بہجۃ الاسرار اور غبطۃ الناظر اور قلائد الجواہر وغیرہ سب میں اسکو لکھا ہے۔ جواہر السلوک اور مقامات دستگیری میں یہ بھی لکھا ہے کہ غوث اعظم کو حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا طریقہ اور خرقہ انہیں بزرگ شیخ حماد دباس رح کے واسطے سے پہنچا ہے۔

تیسرے شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی ہیں۔ اسی الفتح المبین کے صفحہ ۲۵ میں ہے۔

ونقل العلامة ابراهيم الديري الشافعي مولف مختصر الروض الزاهر انه اخذ التصوف عن الشيخ ابي يعقوب يوسف بن ايوب بن يوسف بن الحسين ابن وهرة الهمداني الزاهد لما قدم بغداد حاجا الى ان قال فيها ولقي رضي الله تعالى عنه جماعة من اعيان زهاد الزمان انتهى

مختصر الروض الزاہر کے مولف علامہ ابراہیم دیری شافعی نے نقل کیا ہے کہ غوث الثقلین نے تصوف حاصل کیا شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف بن الحسین بن دہرۃ الہمدانی زاہد سے جب وہ حج کو جاتے ہوے بغداد میں تشریف لائے یہان تک کہ اُس کتاب میں کہا۔ اور حضرت غوث رضی اللہ تعالی ایک جماعت مشاہیر زہاد زمانہ سے ملے تھے۔

غبطۃ الناظر اور قلائد الجواہر وغیرہ میں فقط ملاقات اور غوث اعظم کے حق میں

پیشین گوئی اور دعا کرنے کا حال لکھا ہے۔ الباس خرقہ کا ذکر نہیں ہے۔

چوتھے حضرت احمد اسود دینوری ہیں جن سے حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق کا (رضی اللہ عنہ) طریقہ اور خرقہ پہونچا۔

پانچویں حضرت ابوالخیر جن سے حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طریقہ اور خرقہ ملا۔

اور حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا طریقہ اور خرقہ حضرت حماد دباس کے واسطہ سے پہنچا ہے جن کا ذکر اوپر گزر چکا۔

چھٹے حضرت ابوسعید مبارک مخزومی جن کے واسطہ سے حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ کا طریقہ اور خرقہ ملا۔ اس سلسلہ میں حضرت معروف کرخی کو دو نسبت ہے۔ ایک بواسطہ امام داؤد طائی امام حسن بصری تک دوم بواسطہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام عن ابیہ عن جدہ امام حسین علیہ السلام تک طرق مذکورہ بالا صدیقیہ اور عمریہ اور عثمانیہ کو غوث اعظم سے اوپر انتہا تک لوگوں نے مسلسل اس طرح لکھا ہے۔

تکملہ جواہر السلوک صفحہ ۷۲۔ و این سلسلہ چنانکہ علویہ ہست صدیقیہ نیز ہست زیرا کہ آنحضرت الباس خرقہ از حضرت شیخ احمد اسود دینوری کردہ و او از ممشاد علو دینوری و او از ابوالعباس نہاوندی و از شیخ ابی عبداللہ محمد بن الخفیف و از شیخ ابی محمد بن حسن الجحزری و او از سید الطائفہ جنید بغدادی و او از ابی سعید خراز و او از شیخ بشر حافی و او از شیخ ابی رجا عطاروی و او از شیخ فضیل عیاض و او از شیخ منصور سلمی و او از شیخ محمد بن مسلم زاہدی و او از شیخ محمد جبیر نوفلی و او از شیخ ابی

محمد مطعم واو از افضل صحابہ بتحقیق امیر المومنین سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وفاروقیہ ۔ نیز ہست زیراکہ آنحضرت البلاس خرقہ خلافت از ابی الخیر کردہ واو از شیخ یوسف واو از شیخ ابی الحسن علی واو از شیخ احمد بن عبد العزیز واو از شیخ کہف الدین ابی بکر عبد اللہ الشبلی واو از سید الطائفہ جنید بغدادی واو از شیخ ابو سعید خراز واو از شیخ ابی عبد اللہ المسوحی واو از شیخ ابی تراب نخشبی واو از بایزید بسطامی واو از شیخ امین الدین شامی واو از شیخ عبد اللہ علمدار واو از رئیس الاصحاب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وعثمانیہ نیز ہست چنانکہ آنحضرت البلاس خرقہ خلافت از شیخ حماد دباس کردہ واو از شیخ ابی سعید محمد مغربی واو از شیخ ابی بکر احمد بن عثمان المغربی واو از شیخ ابی الفضل عبد الواحد یمنی واو از شیخ احمد بن اسمعیل مکی واو از شیخ ابو المکارم ابی بکر عبد الشبلی واو از سید الطائفہ جنید بغدادی واو از خواجہ ابو سعید خراز واو از شیخ ابی عبد اللہ حسن المسوحی واو از شیخ ابو تراب نخشبی واو از شیخ ابی عبد الرحمن حاتم اصم واو از شیخ عبد اللہ الخواص واو از شقیق بلخی واو از ابراہیم ادہم بلخی واو از شیخ فضیل عیاض واو از شیخ عبد الواحد بن زید واو از کمیل زیاد واو از جامع القرآن امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مقامات دستگیری میں بھی صفحہ ۵۶ سے ۵۸ تک ان چاروں خلفاء کے طرق اور خرقہ کے سلسلے کو حضرت غوث اعظم رض تک پہونچا اسی طرح سلسل لکھا ہے جیسا اوپر لکھا گیا۔

حضرت غوث الثقلین کو حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی سے خرقہ تبرک ملا اور ہر ایک نے دوسرے سے خرقہ تبرک لیا

قلائد الجواہر صفحہ ۵ -

قال القاضی ابو سعید المخزومی المذکور لبس عبد القادر الجیلی منی خرقة ولبست منه خرقة یتبرک کل واحد منا بالآخر

قاضی ابو سعید مبارک مخزومی مذکور نے فرمایا کہ عبد القادر جیلی نے مجھ سے خرقہ لیا اور میں نے ان سے ہم دونوں میں ہر ایک دوسرے سے (اس خرقہ پہننے میں) تبرک چاہتا تھا۔

الفتح المبین مطبوعہ مصر صفحہ ۳۱ میں سید ظہیر الدین تاریخ امام یافعی سے نقل کرتے ہیں۔

ولبس الخرقة من ید شیخه الشیخ الصالح قاضی القضاة ابی سعید المبارک بن علی المخزومی نسبة الی محلة یزید بن المخزومی ببغداد ولبسها ابو سعید منه

اور غوث الثقلین نے خرقہ پہنا اپنے شیخ صالح قاضی القضات ابی سعید مبارک بن علی مخزومی نسبت سے مخزومی نسبت ہے محلہ یزید ابن مخزومی کی طرف بغداد میں۔

قال العارف بالله شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر جاءنی القاضی ابو سعید المبارک المخزومی فقال لابد ان تلبس منی خرقة والبس منک خرقة ویتبرک کل واحد منا بالآخر فلبست منه خرقة ولبس منی خرقة

اور ابو سعید نے خرقہ پہنا اُن سے عارف باللہ شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر فرماتے ہیں کہ میرے پاس قاضی ابو سعید مبارک مخزومی تشریف لائے اور کہنے لگے کہ ضرور تم مجھ سے خرقہ پہنو اور میں تم سے خرقہ پہنوں اور ہم دونوں سے ہر ایک دوسرے سے (اس خرقہ پہننے میں) برکت چاہے پس میں نے ان سے خرقہ پہنا اور اُنہوں نے مجھ سے

وشیخہما فی الخرقۃ شیخ الاسلام ابو الحسن علی بن محمود القرشی الہکاری۔	پہنا۔ اور ان دونون بزرگون کے شیخ خرقہ مین شیخ الاسلام ابو الحسن بن محمود القرشی الہکاری ہین۔

جب یہ بات معلوم ہوئی کہ ان دونون بزرگون مین ہر ایک نے دوسرے سے خرقہ تبرک لیا۔ اور دونون کے شیخ الخرقہ حضرت شیخ ابو الحسن الہنکاری ہین تو یہ خرقہ پیری مریدی کا نہ ٹھیرا۔ اور پیری مریدی درمیان شیخ ابوسعید مبارک مخزومی اور غوث الثقلین کے ثابت نہ ہوئی البتہ غوث الثقلین کے شیوخ صحبت مین سب سے آخری شیخ ابوسعید مبارک مخزومی ہین۔ اور آپنے انکے مدرسہ مین درس دینا وعظ کہنا۔ اور انکی وفات کے بعد شروع کیا اور پھر اسکی تنگی وسعت کے سبب سے اسکو نئے سرے سے وسیع کرکے تعمیر کیا۔ اس کے پہلے سے آپکو فقہ مین ان سے تلمذ بھی تھا۔ یہ سب وجہین جمع ہوکر لوگون کا خیال اس طرف رجوع ہوگیا کہ آپکو بیعت انہین سے ہے۔ حالانکہ ان سے بیعت ثابت نہین۔

کتاب غبطۃ الناظرین علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی الباب الثالث فی ذکر شیوخہ فی الحدیث مع علو القدر والمرتبۃ فی الفقہ والادب مین شیوخ حدیث کے بیان کے بعد فرماتے ہین۔

ذکر شیوخہ فی الفقہ والادب

تفقہ علی القاضی ابی سعید المبارک بن علی المخزومی آگے لکھتے ہین واخذ الادب عن ابی زکریا التبریزی وعن الشیخ احمد الدباس الزاہد وسلک علی یدہ واخذ عن الشیخ یوسف بن ایوب الزاہد لما قدم بغداد فی اواخر عمرہ وعن الشیخ تاج العارفین ابی الوفاء۔

الباب الرابع میں لکھتے ہیں۔

وقال ابو الفرج[له] بن الجوزی فی المنتظم۔ کان القاضی ابو سعید المخزومی بنی مدرسة لطیفة بباب الازج ففوضت بعدہ لعبد القادر فتکلم علی الناس بلسان الوعظ وظهر له سمت وضاقت المدرسة بالناس وکان یجلس عند سور بغداد ویستند الی الطریق ویتوب عنده فی مجلسه خلق کثیر ثم عمرت المدرسة ووسعت وتعصبت العامر فی ذلک فاقام فیها یدرس ویعظ

قلائد الجواہر صفحہ ۴ میں جہاں آپ کے اساتذہ کا ذکر ہے تو فقہ کے اساتذہ میں اس کتاب میں بھی حضرت قاضی ابو سعید مبارک مخزومی حنبلی کا نام ہے۔ پھر صفحہ ۵ میں ہے۔ وصحب رضی اللہ عنه ابا الخیر حماد بن مسلم بن دروة الدباس واخذ عنه علم الطریقة وتادب به وسلک علی یدہ رضی اللہ عنہما واخذ رضی اللہ عنه الخرقة الشریفة ولبسها من القاضی ابی سعید المبارک المخزومی السابق ذکرہ۔ انتهی۔ اِس صفحہ میں آگے لکھتے ہیں وکان لابی سعید المخزومی مدرسة لطیفة بباب الازج ففوضت الی سیدنا الشیخ عبد القادر فتکلم فیها علی الناس بلسان الوعظ التذکیر وظهر له کرامات وسیط وقبول وضاقت المدرسة بالناس من ازدحامهم علی مجلسه۔ ثم وسعت بما اضیف الیها من

له ابو الفرج بن الجوزی مصنف منتظم اپنی کتاب موضوعات کے سبب سے مشہور محدث ہیں اور حضرت غوث الثقلین کے معاصر اور سخت مخالف تھے بعد وفات غوث الثقلین کے بہت دن تک زندہ رہے اور اپنی وفات سے پہلے اس مخالفت سے باز آگئے جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنے استاد کا قول نقل کرتے ہیں ۱۲ منہ۔

المنازل الخ :-

یہ تحریر بہت طویل ہوگئی اور ابھی طریقہ شطاریہ کی بحث باقی ہے جس کی نسبت سید صاحب فرماتے ہیں "اگر آپکو معلوم ہے کہ محمد غوث گوالیری رحمہ اللہ و سید وجیہ الدین گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ اوپر جاکر بذریعہ بیعت ارادت حضرت غوث اعظم سے ملتا ہے تو اطلاع دیجئے" اس کی نسبت مختصر گزارش ہے کہ جناب سید صاحب کو اسی بیعتِ ارادت کے خیال نے دہوکے میں ڈالا - اور تحریر مذکورہ کا باعث ہوا

میری اس تحریر سے ظاہر ہو گیا ہے کہ بزرگان سہروردیہ اور فردوسیہ اور نقشبندیہ اور چشتیہ کو قادریہ طریقہ کی اجازت و خلافت ملی اور انہوں نے طالبین کی اس میں بیعت لی اور کاملین کو اس کی اجازت بھی دی اور اس طرح سے یہ قادریہ طریقہ کہیں سہروردیہ سے کہیں فردوسیہ کہیں نقشبندیہ سے کہیں چشتیہ سے مخلوط ہو کر جاری ہوا - اسی طرح شطاریہ بھی ہو سکتا ہے - حضرت محمد غوث گوالیری اور سید وجیہ الدین قدست اسرارہم کو بیعت ارادت اپنے ہی طریقہ میں تھی اور جن بزرگوں کے بارہ میں اوپر بحث کی گئی سب کی یہی حالت ہے کہ ان سب کو بیعت ارادت اپنے طریقہ میں اپنے شیوخ سے تھی -

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین - راقم رجل من المسلمین وجعلہ اللہ تعالے کما سماہ وقال ھو سماکم المسلمین

(۔۔۔)

چند سوالات

واقف علوم معقول و منقول جناب مولوی فرزند احمد صاحب زاداللہ تعالیٰ علماً وعملاً و دراستہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نامہ لطف موصول ہوا یاد فرمائی پر شکر گزار ہوں۔ ذکرتنی ذکرک اللہ تعالیٰ بالخیر۔ آپکے سوالات کا جواب ہیچمدان اپنے علم ناقص کے موافق ذیل مین لکھتا ہے۔

سوال

کیا یہ روایت صحیح ہے کہ معراج شریف مین جناب باری نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نوّے ہزار باتین کین تیس ہزار علماء ظاہر کو معلوم ہے۔ اور تیس ہزار باتین صوفیون مین سینہ بسینہ چلی آتی ہین اور تیس ہزار باتون کی خبر کسی کو نہین۔ یہ روایت باعتبار علم احادیث کے تو صحیح نہین معلوم ہوتی۔ اس لئے کہ کسی محقق عالم سے سننے مین نہین آیا۔ تو کیا یہ اُن ہی تیس ہزار باتون مین سے ہے جو سینہ بسینہ چلی آتی ہین

جواب

معراج شریف مین اللہ تعالیٰ اُس کے حبیب ہمارے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان جو مکالمہ ہوا مشہور تو باتفاق علماء ظاہر وباطن وہی ہے جو نماز کے قعدہ مین اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ سے لیکر عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ تک پڑھتے ہین یا جو باتین فرضیت نماز کے متعلق ہوئین اسکے علاوہ ابتداے خطاب اُدْنُ یا مُحَمَّدُ جس کی نسبت بعض روایت مین ہے کہ یہ کئی سو بار ہوا۔ ماورا اس کے میری نظر سے کثرت مکالمہ کی کوئی حدیث نہین گذری۔ اور نہ یہ روایت

نوّے ہزار باتوں والی دیکھنے مین آئی۔ اور گو آیۃ کریمہ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ
مَا اَوْحٰی کے اجمال مین کروڑون بلکہ بے انتہا باتین داخل وشامل ہوسکتی ہین
مگر نوّے ہزار تعداد کا تعین اور تین تیس۳۰ ہزار کی تقسیم کا بیان اس سے ثابت نہین ہوتا
البتہ اس آیۃ کریمہ سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ راز کی باتین ہوئین۔ کیا اور کسقدر ہوئین
کسیکو اس کی خبر نہین۔
جسطرح علماء ظاہر کو احادیث کے جمع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور کتابون
مین جمع کردین۔ علماء باطن یعنی صوفیون نے سینہ بسینہ پہنچانے پر کفایت کرنا چھوڑکر
اپنی مرویات اور نکات واسرار کو سینہ سے سفینہ مین داخل کیا۔ اور ملفوظات
مدون ہوگئے لیکن نوّے ہزار باتون والی روایت نہ اُن کے مجلدات مین ہے نہ ان کی سفینون
مین تیس ہزار کی جگہ کاش تیس تیس باتین بھی دونون گروہ مین ہوتین تو غنیمت
سمجھی جاتین۔

سوال

جو باتین سینہ بسینہ صوفیون مین چلی آتی ہین وہ خلاف شریعت ہین ویا موافق۔

جواب

صوفیون مین سینہ بسینہ چلی آنیوالی باتین کوئی خلاف شریعت نہین ہین۔
یہ دو قسم کی باتین ہین۔ اول وہ مرویات جو اُنکو اپنے شیوخ کی روایت سے
مسلسل پہنچی ہین۔ دوم اُن کے الہامات وانکشافات اول قسم یعنی صوفیون کی
مرویات جو اُن کے اپنے شیوخ کے سلسلہ سے ہین۔ اُن مین سے کوئی روایت

خلاف شریعت نہیں ہے۔ یعنی شریعت کے احکام جو فرض وسنت وحلال وحرام کے متعلق ہین اسکے خلاف ہین انکی روایت کوئی بھی ایسی نہین کہ کسی چیز کی فرضیت یا سنت ہونے کا انکار یا غیر فرض کو فرض کہدے یا حرام کو حلال یا حلال کو حرام بتائے

دوسری قسم صوفیون کے انکشافات والہامات ہین۔ اس کی بھی حالت یہ ہے کہ وہ مسائل متفقہ فقہی اور عقائد صحیحہ اہل سنت کے خلاف مین نہین۔ کیونکہ مکاشفات اولیاء اللہ کے صحت کا معیار یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب وسنت کے موافق نہ ہو تو وہ غلط اور باطل ہی۔ ہرگز وہ حق و صحیح نہین۔ اور یہ انکشافات اکثر احکام شریعت کے مفاد و اسرار کے بیان مین ہوا کرتے ہین جو سب عین شریعت ہین نہ خلاف شریعت۔ البتہ بعض باتین نفس شریعت کے خلاف تو نہین لیکن علمار شریعت کے قول کے خلاف مین ہوتی ہین۔ مثلاً علمار نے ایک حدیث کو ضعیف بتایا ہے اور اہل کشف کے نزدیک اُن کے کشف سے وہ حدیث صحیح و قوی ہے۔ یا اس کا عکس تو یہ کوئی نقصان کی بات نہین۔ علمار مین خود بہت سی احادیث کے ضعف وصحت مین باہم اختلاف ہے

سوال

۲۲ انا احمد بلا میم صحیح حدیث ہے اگر حدیث نہین تو کیا اُن ہی باتون مین سے ہے جو سینہ بسینہ چلی آتی ہین۔

جواب

یہ صحیح حدیث نہین بلکہ موضوع ہے صوفی تو اہل علم ہوا کرتے ہین۔ انکا قول ہے کہ آیات قرآنی واحادیث رسول ربانی دونون کے خاص انوار ہین جن سے وہ پہچانے جاتے ہین۔

کلام اللہ کا نور لمعانیت مین احادیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار سے اپنے کو ممتاز کردیتا ہے۔ اور احادیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور غیرون کے اقوال سے اپنے کو الگ کردیتا اور پہنچوادیتا ہے۔ احادیث موضوع اپنی ظلمت سے پہچانی جاتی ہے۔ محدثین محققین جن کی عمر خدمت احادیث شریفہ مین زیادہ گزری ہے اُن کو بھی ایسا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے کہ موضوعات کو سنتے ہی پہچان لیتے ہین۔ حاصل غرض یہ کہ صوفیین کے نزدیک تو یہ حدیث صحیح نہین ہے۔ لیکن جاہل متصوفین (صوفی صورت بننے والے) جو کہ جا و بیجا توحید کے مشرب کی باتین کیا کرتے ہین (حال آنکہ وحدۃ الوجود کا علمی مسئلہ بھی اُن کے سمجھ سے باہر ہے حالت پیدا ہونا تو بہت دور ہے) وہی اس جملہ انا احمد بلا میم کو حدیث کہتے اور حدیث جانتے ہین۔ صوفیین کے نزدیک یہ حدیث نہین ہے۔

سوال

خداوند تعالیٰ کو عاشق اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معشوق کہنا صحیح ہے یا نہین۔ اگر صحیح ہے تو کس معنے کے اعتبار سے۔ کیا اللہ تعالےٰ مغلوب العقل ہوگیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا طالب ہے جیساکہ عشاق معشوقون کی رضا کے طالب ہوا کرتے ہین۔

جواب

عشق بندہ کی طرف سے خدائے تعالیٰ کے ساتھ ہو یا خدائے تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے ساتھ ایک گروہ اس سے پورا انکار کرتا ہے یعنی نہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے

ہوسکتا ہے نہ بندہ کی طرف سے اس لئے کہ عاشق کو معشوق تک پہنچے سے ممنوع ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ کسیکا عاشق نہین -

اور عشق رویت سے ہوتا ہے - اللہ تعالیٰ کو کسی نے دیکھا نہین کہ اللہ تعالیٰ پر عاشق ہوجائے پس بندہ بھی اللہ تعالیٰ پر عاشق نہین ہوسکتا -

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے تو نہین ہوسکتا - بندہ کی طرف سے ہوسکتا ہے - ان کے نزدیک رویت معشوق کی ضرورت عشق ہونے کے لئے نہین ہے جیسا کہ ملا جامی رحمہ اللہ کا قول ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ٭ بسا کین دولت از گفتار خیزد

یعنی بندہ اللہ تعالیٰ کا عاشق ہوسکتا ہے - اللہ تعالیٰ اپنے بندون کا عاشق نہین ہوسکتا -

تیسرا فریق دونون طرف سے جائز سمجھتا ہے - لیکن نہ اس معنی مین جن مین انسان آپس مین عاشق و معشوق کہے جاتے ہین -

عشق کیا ہے محبت کی انتہا اور اسکا کمال - اس لئے اول محبت کی حقیقت اور اُس کا علم جو اللہ تعالیٰ اور اسکے بندون کے درمیان مین ہے معلوم کرنے کی ضرورت ہے - اس کے معلوم ہوجانیکے بعد عشق کا حال بھی معلوم ہوجائیگا محبت ایک قلبی کیفیت ہے -

جسکے دل کے اندر محبوب کی طرف کشش اور اسکی لقا و رویت کی تمنا اور رو برو بات کرنے اور سننے کی آرزو - اور ان باتون کے حصول مین محب کو حظ پیدا ہونا اور عدم حصول مین قلق اور بے چینی - علاوہ اس کے محب کو اپنے محبوب کا ادراک و احسا

واحاطت اور اسکی طرف میل ہونا ضروری ہے۔ اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات
ان کیفیات سے منزہ پاک ہے۔ تو اس معنی میں محب کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا ہرگز جائز
نہیں۔ لیکن محبت کے کوئی دوسرے معنی لینے کی بھی اسلیے حاجت ہو کہ قرآن شریف میں ہے
إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ اور إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔ اسکے علاوہ
اور بھی بہت آیات سے ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندہ کو دوست رکھتا ہے۔ اور
وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ سے ظاہر ہے کہ ایمان والے بڑے شدید دوست اللہ کے ہیں
پھر یہ بھی ہو کہ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ۔ اس آیت کے موافق اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کا محب
اور محبوب دونوں کہہ سکتے ہیں۔ ایسا ہی اُسکے نیک بندوں کو بھی اللہ تعالیٰ کا محب اور
محبوب دونوں کہہ سکتے ہیں اور حدیث شریف میں ہو عن ابی هريرة عن النبي صلى الله
عليه وسلم قال اذا احب الله العبد نادى جبريل ان الله يحب فلانا فاحبه
فيحبه جبريل فينادي جبريل في اهل السماء ان الله يحب فلانا فاحبوه
فيحبه اهل السماء ثم يوضع له القبول في الارض۔ اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی نیک بندہ کو اپنے دوست بناتا ہو تو اُسکے مقرب فرشتے جبریل
اور آسمان والے کل فرشتے اُس بندہ کو دوست رکھتے ہیں۔ بندہ اور اللہ کے درمیان میں
محبت کا ہونا جب قرآن مجید و حدیث شریف سے ثابت ہو۔ تو اب دو صورت ہو۔ یا یہ
کہ محبت حق کے اقرار کے ساتھ مثل يد الله اور وجه الله کے اسکو بھی بلا تاویل چھوڑ
دیں اور کوئی معنی نہ لیں جیسا کہ علماء کے ایک گروہ کا یہی قول ہو۔ یا اس کے معنے ایسے
لیں کہ اللہ تعالیٰ کی منزہ برتر شان کے شایان ہو اُس کے خلاف نہ ہو یہی مسلک ہے
علماء کے ایک گروہ اور مشایخ صوفیین کا ہے۔ اولین میں سے علماء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

کو اپنے بندون سے محبت رکھنے کے معنے یہ سمجھو کہ وہ نیک کامون کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔ اور گناہون سے بچاتا ہے۔ اور بندون کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہونے کا معنی یہان لو کہ بندہ طاعت و عبادت حق مین لگا رہے۔ مشایخ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے نیک بندون سے محبت ہونے کا معنی یہ ہے کہ طاعت و عبادت کی توفیق کے علاوہ اوس پر دینی و دنیاوی و اُخروی بہت کچھ فضل و کرامت فرمائے۔ اُسکے دل کو اپنی ذات پاک کے ساتھ مستانس اور تمام عالم سے متوحش کردے۔ اپنی ذات پاک کی طلب اور اپنی رضا مین اُس کو ہمہ تن مشغول رکھے۔ اور بندون کو اللہ تعالیٰ کی محبت ہونے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کمال عظمت و جلالت و کبریائی اور اُس کی خالقیت و ربوبیت و قیومیت وغیرہ صفات بندہ کے دل مین اس قدر زیادہ تیقن کے ساتھ متمکن ہوجائین جسکے سبب سے وہ تمام تر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی و فرمان برداری مین مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مستجمع صفات کمالات کا جو یقین اُسکے دل مین ہو اُس کی تاثیر سے جوارح (ہاتھ پاؤن وغیرہ) اُسکے اس طرح متاثر ہون کہ ہرگز خلاف مرضی حق کے اُس سے کوئی حرکت سرزد نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی لقاء و رویت کے شوق مین ایسا مشتاق اور بے چین ہو کہ لذات دنیا و نعماء آخرت مین کسی کی طرف رُخ نہ کرے اور یہ سب اُسکو بے مزہ اور ہیچ معلوم ہون مخلوقات مین سے کسی کی محبت و الفت اُس مین باقی نہ رہے۔

تب یہ بات معلوم ہوگئی کہ انسان کے آپس مین جس طرح کی محبت ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہین ہوسکتی۔ اور جو محبت اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندہ کے درمیان ہے اُسکے معنی ہی دوسرے ہین جو اوپر بیان کئے گئے اور محبت کے کمال درجہ پر پہنچ جانیکا

عشق نام ہے تو جس طرح اللہ تعالی کی محبت کے معنے خاص لئے گئے ہین اُسیطرح
عشق الہی کے معنی بھی خاص لئے جائین تو کیا مضائقہ ہے - ایک بات تمیز کی اور
بھی ہو وہ یہ کہ بندہ کی محبت گھٹتی بڑھتی ہو اور ناقص کامل ہوجاتی ہو اور غایت کمال پر
پہنچکر اسکا عشق نام ہوجاتا ہو - اللہ کی کسی صفات مین نقصان نہین اور اللہ تعالی
کی ذات وصاف تغیر سے بری اور پاک ہو تو اللہ تعالی کی طرف سے جو محبت ہو وہ
ہر حال مین کامل ہو اُسکا نام محبت کہو یا عشق وہ اپنے حد مین کامل ہے -
اگر محبت کا اقرار اس جہت سے ہے کہ قرآن مجید سے اسکا ثبوت ہو - اور عشق کے انکار
کا سبب یہ ہو کہ عشق یا اُس کے مشتقات سے کسی کا بھی ذکر قرآن مجید مین نہین تو اسکا
جواب یہ ہے کہ بہت چیزین ہین جنکا ذکر قرآن مجید مین آنیکی ضرورت نہ تھی اسلیئے
اُن کا ذکر نہ آیا - لیکن ذکر نہ ہونے کے سبب سے اُن چیزون کے وجود کا انکار نہین
ہوسکتا اور گو قرآن شریف مین کسی مصلحت سے اسکا بیان نہین کیا گیا - حدیث
قدسی مین تو مذکور ہے اذا کان الغالب علی عبدی الاشتغال بی جعلت
نعیمه ولذته فی ذکری فاذا جعلت نعیمه ولذته فی ذکری عشقنی
وعشقته فاذا عشقنی وعشقته رفعت الحجاب بینی وبینه وصرت
معالما بین عینیه لا یسهو اذا سهی الناس - عشق جب انتہائی
درجہ محبت کا نام ٹھہرا تو محبت الہی کی جو تاویل کی گئی ہے وہی تاویل عشق
الہی کی بھی ہے - اور جس معنی مین اللہ تعالی کو محبوب کہہ سکتے ہین اُسی معنی مین معشوق
بھی کہہ سکتے ہین - اسیطرح جس معنی مین اللہ تعالی کو محب کہہ سکتے ہین اُسی معنی مین
عاشق بھی کہہ سکتے ہین - نہ اس معنی مین کہ اللہ تعالی مغلوب العقل ہوگیا ہو - اسکی

ذات پاک ان تغیرات سے بری ہے وہ کبھی مغلوب نہین ہو سکتا بلکہ واللہ غالبٌ علیٰ امرہٖ
عقل کی مغلوبی عاشقون مین اس وجہ سے ہوتی ہے کہ عشق ان کے دل مین داخل ہو کر اپنا تسلط
ایسا جما لیتا ہے کہ عقل بیکار ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مین کوئی چیز داخل نہین ہو سکتی۔
نہ کوئی چیز اُس کو مغلوب کر سکتی ہے۔
مخلوقات حادث ہین انکے آپس مین عشق و محبت کا باعث حسن و جمال ہے۔ جو عارضی چیز ہے اور مرض
بڈھاپے مین وہ حسن و جمال باقی نہین رہتا جو کہ جوانی مین رہتا ہے۔ خداوند تعالیٰ کی محبت
اپنے حسن و جمال کے سبب سے نہین ہے۔ کہ ان کے زوال حسن سے اللہ تعالیٰ اُن کی محبت چھوڑدے
اس کے محبوب جتنے ہوئے اور آیندہ جتنے ہونگے ان سب کے پیدا ہونے بلکہ ابو البشر حضرت آدم
علیہ السلام کی خلقت کے بھی ہزارون برس پہلے اُس نے اپنے کلام قدیم مین یحبہم و
یحبونہ فرمایا ہے۔ تو محب و محبوب و خلیل و حبیب القاب ان بزرگون کی پیدایش کے بہت
پہلے سے مقرر ہو چکے ہین۔ اسی معنی مین ہے کنت نبیًّا و ادم بین الماء والطین ؎

نشان بر صفحہ ہستی نبود از عالم و آدم ٭ کہ دل در مکتب عشق از تو لا تو می بردم

خلق کو اس بات کی اطلاع کہ یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے محب و محبوب ہین اُسوقت ہوتی ہے
جب اس محبت کے ظہور کے اسباب مجتمع ہو جاتے ہین۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے نیک بندونکے
ساتھ اُن لوگون کی پیدایش کے پہلے سے ہے۔ اور پیدایش کے بعد اُنکی زندگی بھر اور مرنے کے
بعد بھی قیامت تک رہے گی وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ
يُبْعَثُ حَيًّا۔ یہ سلام اُسی محبت ازلی و دائمی غیر متبدل کی خبر دیتا ہے۔
اہل ایمان و مطیع بندے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی مین لگے رہتے ہین اور یہ اُنکا فرض ہے
اللہ تعالیٰ بھی اپنے خاص برگزیدہ بندون کو اپنے سے راضی کرنا چاہتا ہے جو اُس کے

محبوب ہیں وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ
لیکن یہ طلب رضا ویسی نہیں جس طرح کی رضا کے طالب عشاق اپنے معشوقوں سے ہوا کرتے ہیں بلکہ
وہ رضا کہ مالک اپنے مولی کو اپنی زیادتی مہر و کرم و انعام و اکرام سے راضی کرنا اور خوش
رکھنا چاہتا ہے - بندہ اور خداے تعالی کے درمیان محبت کتنا ہی انتہائی درجہ میں بڑھ جائے
مالک و مملوک رب و مربوب خالق عبد و معبود کا جو اقتضا ہے اُس میں سر مو تغیر نہیں ہوتا
اور یہ نسبت زائل نہیں ہوسکتی - یہ فرق مٹ نہیں سکتا - یہی وجہ ہے کہ اولیا و انبیا سے
کبھی اللہ کی عبادت و طاعت چھوٹتی نہیں ہے - اور جو عشق و محبت اللہ تعالی اور
اُس کے نیک بندوں میں ہے اُس کا رنگ وہ نہیں ہے جو انسان کے آپس میں عشق و محبت
کا ہوتا ہے جہاں اللہ تعالی اپنی رحمت و محبت و رافت سے اپنے برگزیدہ بندوں سے
محبت کرتا ہے اُن کی رضا چاہتا ہے تو اپنی بے نیازی کی صفت سے اُن پر عتاب
بھی کرتا ہے - کیونکہ مالک و مملوک میں جو واسطہ ہے وہ اپنا جلوہ کبھی دکھا دیتا ہے
مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی سے جن کے دل کو بیش از بیش تسکین و طمانینت
دی گئی جنکو وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی سے بڑی بڑی امیدیں
بندھائی گئیں جن کی ذات پاک تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجی گئی وَمَا
اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ - اُن پر قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑ دینے
کی وجہ سے کتنا سخت عتاب ہوتا ہے - لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ لَمَسَّکُمْ
فِیْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اگر خدائی حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو کچھ تم نے
لیا اُس کے بدلے میں تم پر بڑا عذاب پہنچتا - وہ حبیب شفیع صلی اللہ تعالی وسلم علیہ
وعلی آلہ کہ جن کو سَلْ تُعْطَہْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ کا جلیل القدر خطاب ہونیوالا ہے

وہ جو کہ القاب عظیمہ خلیل اللہ اور کلیم اللہ اور روح اللہ کے مقابلہ مین ان سب القاب سے بڑھکر اپنا لقب حبیب اللہ اور قیامت مین لوا رحمد اپنے مبارک ہاتھ مین ہونا فرماتے ہین۔ وہ جن کو محشر مین وسیلہ اور مقام محمود ملنے کی پوری امید ہو اس مالک الملک کے استغنار کو دیکھکر فرماتے ہین۔ وَاللّٰہِ مَآ اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ۔ اس علم ویقین کے ساتھ کہ شفاعت کبرےٰ آپکے لئے مخصوص ہے۔ دوسرون کے حق مین آپکی شفاعت مقبول ہوگی کیونفرمایا کہ مین نہین جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائیگا وجہ یہ ہے کہ وہ مالک ہے اور سب اُسکے مملوک ہین مالک کو اپنے ملک مین اختیار ہوتا ہے جو کچھ چاہے کر گذرے کسی کو حق نہین کہ اُس سے پوچھے کہ ایسا کیون کیا۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ۔ اس کی صفت ہو غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ تو کس کی ہستی ہو جو اس کے سامنے ٹھہر سکے۔

حاصل غرض یہ کہ وہ اپنے برگزیدہ بندون کو راضی کرتا ہے راضی رکھتا ہے اور اُسکی خواہش ہے کہ اُس کے بندے اُس سے راضی ہین۔ اور وہ بندون سے راضی رہے۔ لیکن کیسا راضی رکھتا جیسا کہ مالک اپنے مملوک کو فضل عطا انعام و اکرام سے راضی کرتا اور راضی رکھتا ہے نہ جیسا کہ عاشق اپنے معشوق کی رضا چاہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی برتر شان کے یہ سراسر خلاف ہو۔ کہ وہ کسی کی ایسی رضاجوئی اور ناز برداری کرے جس طرح عشاق اپنے معشوقون کی رضاجوئی اور ناز برداری مین لگے رہتے ہین۔ آخری سوال کا جواب طویل ہو گیا ہے۔ مطالعہ شاید بار خاطر ہو لیکن مجھے اس مین تفصیل کی ضرورت معلوم ہوئی۔

والسلام

استفتاء بیعت طفل و اسم یدکا حکم جو اپنے پیر کے قول یا فعل پر معترض ہو

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے طریقت اس مسئلہ میں۔ زید ایک صغیر سن لڑکا ہے پدر بزرگوار اُس کے اپنے وقت کے مقتدر مشائخوں میں تھے۔ وصال سے کچھ دن پیشتر زید کی بیعت لی۔ اور دستار باندھی اور اپنا جانشین بنایا اور دو روپے نذر دے اب زید سن بلوغ کو پہونچا اور اپنے آبائی بیعت پر قایم ہے۔ مگر اُس کے والد کے ایک خلیفہ ہیں اور اپنے کو مشائخ وقت سمجھتے ہیں سلسلہ بیعت اور خلافت کا بھی جاری ہے بزرگوں کا عرس بھی کرتے ہیں۔ اُنھوں نے پیرزادہ سے کہا کہ آپ کی بیعت جو آپکے والد نے لی ہے وہ نہیں جائز ہے۔ آپ میرے ہاتھ پر بیعت کیجئے۔ زید نے آجکل کے مشائخوں سے استفتاء طلب کیا سبھوں نے بالاتفاق کہا کہ بیعت آپکی جائز ہے اُس کے فسخ کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی ہے۔

جواب

دو سال یا کچھ کم یا زیادہ گذرے ہوں گے کہ نابالغ کی بیعت و خلافت کا استفسار اس ننگ انام کے پاس بھی آیا تھا۔ اُسوقت مستفتی سید عطا حسین صاحب چشتی بہاری تھے مجھے یقین ہے کہ وہ انھیں حضرت کے بہ نسبت پوچھا گیا ہوگا جنکے والد کے مرید خلیفہ کے بہ نسبت استفتا ہوا ہے جس کا یہ جواب لکھ رہا ہوں استفتا سابق کے جواب میں احقر نے بھی اُس بیعت و خلافت کو جائز اور صحیح لکھا ہے۔

بکر کا اپنے پیر زادہ سے یہ کہنا کہ آپکی بیعت جو آپکے والد نے لی ہے وہ نہین جائز ہے صریح اپنے پیر کے فعل پر اعتراض کرنا ہے اور کیسا اعتراض جو اصل مین غلط ہو اور اپنے پیر کے ایک ایسے فعل کو ناجائز بتاتا ہے جو حقیقت میں جائز اور صحیح ہے پیر پر اعتراض کرنے سے مرید کے حق میں کیا برا نتیجہ ہوتا ہے اس جواب کے آخری حصہ مین انشاء اللہ تعالی لکھا جائیگا۔

سوال

بکر کو اس کا نہایت رنج و ملال ہوا اور اسی رنج کے باعث کچھ ماہوار تنخواہ بموجب وصیت پیر کے دیا کرتے تھے اُسکو موقوف کیا اور پیر بھائیون کو بھی اپنے۔ اپنے پیر زادہ سے برہم کرایا۔ اپنے پیر زادہ پر ہمیشہ ایک نیا بہتان باندھا کرتے ہین مثلاً کہ وہ تو فلان سے مرید ہو گئے اب ہم لوگ کیوں جائین۔

جواب

کسی کے جانے یا نہ جانے پر جبر و الزام تو نہیں ہو سکتا لیکن عام اہل اسلام کے حق مین غلط بات کہدینا یعنی بہتان کرنا گناہ ہے جس سے بچنے کے لیے بیعت کی حدیث مین صریح ذکر آیا ہے یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیعت کیوقت جتنے گناہون سے بچنے کے لیے عہد لیتے تھے اُن مین سے ایک یہ بھی ہے وَلَا تَاتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ جب عموماً کسی اہل اسلام پر بہتان کرنا گناہ آیا ہے تو پیر زادہ پر بہتان باندھنا گناہ کے علاوہ اپنے پیر کے ہاتھ پر جو بیعت کی تھی اُسکی بیحرمتی کرنا ہے یعنی باپکے ہاتھ پر بیعت کیوقت جس بات سے توبہ اور اُس کے نہ کرنے کا معاہدہ کرے پھر اُسکے فرزند ہی کے ساتھ اُس معاہدہ کے

خلاف کرے تو اُس بیعت کی وقعت اُس کے دل مین کیا باقی رہی

سوال

پیرانِ کی شان مین بھی بعض موقع پر کچھ سخت و سُست کہا

جواب

یہ بھی مریدون کے شیوہ اور آداب مریدانہ کے خلاف ہے مریدون کے آداب سے یہ ہے کہ پیر کی بی بی کو ام المریدین سمجھتے ہین پھر سخت و سست الفاظ کہنا تو ہرگز زیبا نہین ہے۔ بلکہ ایسا کہنے والا گنہگار ہے۔

سوال

پیر کے شان کے خلاف بھی کبھی کچھ کہدیتے ہین۔

جواب

یہ تو سب سے بدتر ہے پیر کے شان کے خلاف پیر کے حق مین کچھ کہدینا مریدی کے شیوہ کے سراسر خلاف ہے میرے نزدیک ایسا آدمی مرید صادق نہین ہے اُسکی مریدی کسی خاص دنیاوی غرض کے واسطے ہوئی ہوگی نہ اللہ تعالی کے واسطے اور وہ مرتد ہے۔

سوال

اور اُن کو ہمیشہ یہ فکر رہتی ہے کہ زید کو تکلیف پہونچے چنانچہ فی الحال بکر زید کے والد کے مرید آباد گئے ہین چونکہ زید کو مالی امداد وہان بہت ملا کرتی ہے اس لئے وہان گئے ہین تاکہ وہان کے لوگون کو ورغلا کر زید سے بدگمان کردین۔

جواب

اگر وہ اسی نیت سے گئے ہیں جیسا کہ لکھا ہے تو یہ سفر دو مسلمان میں لڑانیکی نیت سے ہوا اِنَّمَا الاعمال بالنیات اس سفر کا نتیجہ اکتساب گناہ ٹھہرا۔

سوال

اب حضور یہ فرماویں کہ بکر کے واسطے از روے طریقت کے کیا حکم ہو سکتا ہے کیا زید کے پدر بزرگوار کی ارواح ان حرکتوں سے بکر کی بکر سے خوش ہوگی۔

جواب

زید کے والد بزرگوار کی روح بکر کے ان مذکورہ بالا حرکتوں سے خوش کیونکر ہو سکتی ہے بلکہ رنج ہوگی اور بہت رنج ہوگی کیونکہ مرقومہ بالا ہر ایک بات بکر کی جو پیرزادہ اور پیر کی اہل خانہ کو رنج دینے کے لئے ہوئی ہین بکر کے پیر کی روح کے رنج کی باعث ہین۔

سوال

اور جب ان کے پیر ہی ان سے ناخوش ہیں تو کیا یہ مردود طریقت نہین ہو سکتے ہین۔

جواب

مرقومہ بالا باتون مین سے ہر ایک تو مردود طریقت بنانیوالی نہین معلوم ہوتی مگر نمبر للعہ جس مین خود پیر کے حق مین خلاف شان پیر کے کچھ کہدینا ہے اگر یہ بات ایسی ہو کہ پیر کی زندگی مین مرید کی اس بات کے کہنے سے پیر کی کسر شان ہوتی ہو اور پیر کے دل پر رنج پہونچے تو وہ مرید مردود الطریقت سمجھا جائیگا اگر پہلے وہ مرید تھا تو اب مرتد کہا جائیگا اور جس طرح سے پیر کی زندگی مین اسکا حکم ہے پیر کے انتقال

کے بعد بھی اُس قسم کی بات کہنے سے یہی نتیجہ نکالنا ہوگا کہ وہ مردود الطریقت ہے اور اگر وہ بات زندگی مین پیر کو ناگوار معلوم ہونیوالی نہ ہو تو انتقال کے بعد بھی باعث رنج اس کی روح کی نہ ہوگی اور اس صورت مین مردود الطریقت نہین کہہ سکتے۔

سوال

.... کیا فیضان بزرگان ایسی حالت مین ان کے قلب پر مترتب ہوسکتا ہے۔

مکرر یہ ہی کہ یہ استفتا بوجہ واقعات کے اتنا طویل ہوگیا کہ صورت استفتا کی باقی نہ رہی تو اگر اس کے جواب مین کسی قسم کی قباحت ہو تو ذیل کی سطرون کا جواب دین مگر واقعات ضرور ملحوظ رہین۔

جواب

مذکورہ بالا کل باتین ایسی ہین کہ پیر کے فیوض روحانیت کو روک دے یعنی مرقومہ بالا باتون مین سے ایک بات بھی کسی مرید مین پائی جائے تو وہ پیر کے فیضان کو روک دیگی اور جس مرید مین اتنی کثیر باتین فیضان آنیکی راہ مین حائل ہون تو اوسکو فیض کیونکر پہونچ سکتا ہے۔

چونکہ یہ درخواست کی گئی ہی کہ جواب مین واقعات ضرور ملحوظ رہین اس لئے ضرورت ہوئی کہ سوال والی آپکی وہ مفصل تحریر بلفظہ بغیر کمی یا بیشی کے درج کرکے جواب لکھا جائے البتہ مین نے اتنا کیا ہی کہ آپ کے سوال کی عبارت کے فقط تسلسل کو توڑکر جواب کے متعلق کے جملہ کو بیچ سے جدا کرکے ہر ایک کے نیچے جواب لکھدیا ہے

اگر ایسا نہ کرتے تو آپکے مختصر سوال ذیل کی سطرون کا جواب لکھنے مین واقعات کا لحاظ کر کے جواب لکھنا مشکل ہوجاتا۔

سوال

اگر کوئی شخص اپنے مرشد زادہ کو اس وجہ سے کہ مرشد زادہ کی بیعت بزمانہ نابالغی ہوئی ہے ایذا پہونچائے تو از روئے طریقت کے سلسلہ بیعت مرشد سے خارج ہوا کہ نہین۔

جواب

وجہ مرقوم سے یعنی پیر زادہ کو مجرد ایذا پہونچانے کے سبب سے تو بیعت سے اپنے پیر و مرشد کے خارج نہین ہوسکتا اس جرم سے اُس کے پیر کی روح کی ناخوشی ضرور ہوگی اور اس سبب سے فیضان پیر کی روح کا ضرور بند ہوجائیگا۔ بیعت سے خارج نہ ہوگا لیکن خود پیر کے حق مین جب برا کہیگا تو البتہ بیعت سے اپنے پیر و مرشد کے خارج ہوجائیگا پیر کو برا کہنا صریح پیر کی توہین ہے جو کہ مرید کی صفت کے خلاف ہے۔ مریدی کی صفت یہ ہے کہ مرید اپنے دل مین اللہ تعالی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی عظمت کے بعد اپنے پیر ہی کی عظمت کا درجہ رکھے۔ پیر کے کسی قول و فعل پہ اعتراض کرنا مرید کے حسن عقیدت اور ارادتمندی کے فقط خلاف ہی نہین ہے بلکہ ایسے پیر پر معترض مرید کی زبان سے اعتراض کرنے یا فقط دل مین انکار و اعتراض رکھنے کے سبب سے اپنی اُس ارادت و حسن عقیدت سابقہ سے جس کی بنا پر وہ پہلے مرید ہوا تھا مریدی سے خارج ہوجائیگا۔ مرید عربی لفظ ہے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا ترجمہ ہے ارادت رکھنے والا۔ تو جب اُس مین ارادت ہی نہ رہی تو مرید بھی نہ رہا۔ اعتراض کرنے والے مرید کے حق مین حضرت مخدومنا مخدوم الملک شیخ شرف الدین بہاری

قدس سرہ و نفعنا بروحہ مکتوبات صدی کے مکتوب سی و ہفتم مین فرماتے ہین وطالب
را این معنی در سایہ دولت پیر پختہ دست دہد و بخدمت این طائفہ و در صحبت این گروہ
میسر شود بشرط ترک اعتراض ظاہر او باطناً نہ در باطن انکار و نہ در ظاہر اعتراض
باشد کہ این ہر دو از شور بختی مرید بود بہر چہ قول و فعل و حال و صفت پیر بیند اعتراض
نکند از قصہ موسیٰ و خضر علیہما السلام باز اندیشد تا ترک تصرف تواند گفت زیرا کہ
اگر مرید ے ہر دو دولایت شیخی گردد کہ او راہ در طریقت گو ید ہیچکس از مشائخ او را
بجائے نتواند رسانید انتہی بقدر ضرورت حضرت مخدوم کے بعض دوسرے مکتوب
مین بھی اسی قسم کے مضامین مرقوم ہین۔ والسلام علیکم و علی من لدیکم۔

استفتاے بیعت و متعلقات آن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
وصلی اللہ تعالیٰ سیدنا محمد و آلہٖ و صحبہٖ وسلم

سوالات مرقومۂ ذیل جواب کے لیے میرے پاس آئے ہین۔ ان کے متعلق اول مرید کی
اور بیعت طریقت کی حقیقت جاننے کی ضرورت ہے۔ تاکہ اس کے بعد جو جوابات لکھے
جائینگے وہ موجب تسکین خاطر ہو سکین۔

مرید عربی لفظ ہے اس کا ترجمہ ارادہ کرنے والا۔ اہل طریقت اللہ تعالیٰ کی طرف
ارادہ رکھنے والے یعنی طالب حق تعالیٰ کو مرید کہتے ہین۔ وصول الی اللہ تعالیٰ مین
کفر و شرک اور تمامی گناہون سے توبہ کرنا اول شرط ہے۔ اس لئے مرید کو توبہ
کرنیکی ضرورت ہے۔ توبہ کے لیے منہیات کے ارتکاب پر نادم ہونا اور سچے دل سے

اللہ تعالی سے یہ کہنا کہ میں نے ان گناہوں کو ترک کیا اُن گناہوں کے معاف ہوجانیکو کافی ہے۔ لیکن یہ توبہ جس کو بیعت کہتے ہیں کسی برگزیدہ مسلمان کے ہاتھ پر ترک معاصی کے علاوہ گناہوں کے نہ کرنے کا معاہدہ ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالی فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۞

اے پیغمبر تمھارے پاس جب مسلمان عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ نہ کسی کو خدا کے ساتھ (عبادت) میں شریک وہ کرینگی اور نہ چوری کرینگی اور نہ حرام کاری کرینگی اور نہ اپنے لڑکوں کو مار ڈالیں گی اور نہ (کسی پر) جھوٹ بہتان باندھینگی اور نہ شریعت میں تمھاری نافرمانی کرینگی تو اُن سے بیعت لو اور خدا سے اُن کے لیے بخشایش چاہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

عورتوں کو اس بیعت کے لیئے آنے کی کیا وجہ ہوئی مردوں کو اسی قسم کی بیعت کرتے ہوئے پایا تھا یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت شفیع المذنبین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر اسی قسم کی بیعت یعنی شرک وکفر و معاصی نہ کرنے اور آپ کی فرمان برداری میں رہنے کا معاہدہ کیا کرتے تھے۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ صحابی بدری سے روایت ہے۔

---

[1] سورہ ممتحنہ رکوع ۲۔

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ
بَايِعُوْنِي عَلَى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللهِ
شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا
وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا
بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ
وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ
فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ
وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا
فَعُوْقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ
لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ
شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللهُ فَهُوَ إِلَى اللهِ
إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ
عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ [۱]

بے شک حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اور اُسوقت آپ کے
گرد تھوڑا مجمع اصحاب کا تھا تم لوگ
مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ عبادت
مین اللہ کا شریک کسیکو نہ بناؤ اور چوری
نہ کرو اور زنا نہ کرو اور اپنی اولاد کو
مار نہ ڈالو اور (کسی پر) جھوٹ بہتان
نہ باندھو اور احکام شریعت مین
نافرمانی نہ کرو۔ تو جو کوئی تم مین سے
اپنا عہد پورا کریگا اُس کا ثواب دینا
اللہ تعالیٰ پر ہے اور جو کوئی اس مین
سے کسی گناہ مین پڑ جائے اور دنیا
مین حدود شرعی کی سزا پا جائے
تو وہ اُس کے گناہون کا کفارہ ہے
اور جو کوئی اس مین سے کسی گناہ مین پڑ جائے پھر اللہ کی ستر پوشی مین آجائے
(یعنی گناہ ظاہر نہ ہوا اور حد شرع نہ جاری ہو) تو اُس کا معاملہ اللہ کی طرف (سونپا
ہوا) ہے وہ چاہے معاف کرے چاہے سزا دے (قیامت کے دن) تو ہم لوگ نے
اس بات پر آپ سے بیعت کرلی۔

[۱] بخاری شریف کتاب الایمان۔

اس حدیث میں بیعت کے واسطے فرمائے گئے یعنی جن کلمات کا استعمال مردون کی بیعت میں ہوا کرتا تھا وہی سب اس میں فرمائے گئے۔ اور اس حدیث کے آخر کا حصہ شرح اس آیۃ کریمہ کی ہے جو بیعت اصحاب کے بارہ میں ہے۔

فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

تو جو شخص عہد کو توڑ دے تو اپنے نفس کو نقصان پہنچانے کو توڑیگا اور جو شخص اللہ کے معاہدہ کو پورا کریگا تو اللہ اوسکو بڑا ثواب دیگا۔

عورتوں کی فطری کمزوری کی وجہ سے اُن پر غزا فرض نہ ہوا اس لیے وہ بیعت جہاد میں نہ شامل کی گئیں۔

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اِسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُن نے کہا کہ مین نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن چاہا جہاد مین جانیکو تو آپنے فرمایا تم لوگون کا جہاد حج کرنا ہے۔ عورتون کی خاطر شکنی کے رفع کے واسطے گناہون سے بچنے اور اطاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت مین انکو اللہ تعالیٰ نے مردون کے برابر انکو حصہ عطا فرمایا۔

مرید کے معنے اور بیعت طریقت کا حال معلوم کرنے کے بعد یہ بھی واضح ہو کہ مشایخ طریقت مرید کسکو کہتے ہین۔ مجرد طالب حق کو یا اسکو جو کسی بزرگ کے

لہ بخاری شریف باب جہاد النساء

ہاتھ پر بمضمون بالا بیعت کرے۔ بعض کے نزدیک جو شخص کسی صاحب ولایت حق کی صحبت مین رہکر وصول الی اللہ کی تعلیم پائے اور اپنے ارادت و خواہشون کو چھوڑ دے اور اُس تعلیم کرنیوالے کے ارادت کی تعمیل کرے اُسکا پورا فرمان بردار ہوجائے اُس کے حرکات وسکنات کی متابعت کرے اس متعلم متبع کو مرید و مسترشد اور اُس معلم متبوع کو شیخ و پیر و مرشد و مراد کہتے ہین بعض کے نزدیک جس شخص کے سر پر شیخ کامل صاحب ولایت یا عارف عالم مقراض رانی کرے اور اس مقراض رانی کو اُسکے یہ شخص دل سے قبول کرے تو جس کے سر پر مقراض رانی ہوئی اُسکو مرید اور جس نے مقراض رانی کی اُسکو شیخ یا مراد یا پیر کہتے ہین حضرت مخدوم الملک شرف الدین بہاری قدس اللہ سرہ نے مکتوبات صدی کے مکتوب ششم مین ایسا ہی لکھا ہے۔ اور ایک دوسرے مکتوب مین فریق ثانی کا قول یہ لکھا ہے کہ مرید اُس کو کہتے ہین کہ جس کو کوئی شیخ کامل صاحب ولایت تلقین کرے اور اُس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے اور اُس کی پیشانی پر مقراض رانی کرے اور اپنے سر سے ٹوپی اتار کر اُس کے سر پر رکھدے جس کے ساتھ یہ چار شرط ادا کی گئی وہ مرید ہے اور جس کے ہاتھ سے یہ شرائط انجام پائی وہ شیخ یا پیر ہے واضح ہو کہ تلقین توبہ و ترک معاصی کی اور احکام شریعت مین فرمانبرداری کا اقرار مرقومۂ بالا آیت کریمہ و حدیث شریف سے صاف طرح پر ظاہر ثابت ہے دوسری شرط ہاتھ پر ہاتھ رکھنا وہ اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا[1] بے شک جو تم سے بیعت کرتے ہین

---

[1] سورہ فتح رکوع ۱

یُبَایِعُونَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔	(اے پیغمبر) وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ اُن سبھوں کے ہاتھوں پر ہے۔

یہ اس لئے فرمایا گیا کہ بیعت کے وقت اصحاب کے ہاتھ پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک رہتا تھا جیسا کہ بہت احادیث سے ثابت ہے۔ تو چار شرطوں میں تلقین اور ہاتھ پر ہاتھ رکھنا تو ثابت ہے باقی دو چیز مقراض رانی اور کلاہ پوشانی اس میں سے اول نہ تو کلام الٰہی میں ہے نہ احادیث رسالت پناہی میں البتہ اکابر اولیاء اللہ کا فعل ہے مثل حضرت محبوب سبحانی حضرت عبد القادر جیلانی و مخدوم شرف الدین بہاری قدس اللہ اسرارہما وغیرہما کثیر اولیا کے جو کتابوں میں مندرج ہے۔ ثانی یعنی کلاہ پوشانی کو اُن روایات سے استنباط کیا ہے جن میں مذکور ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کے سر پر عمامہ باندھا اور بعض دوسرے صحابی نے بھی۔

عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰی بْنِ عَدِیٍّ النَّھْرَوَانِیِّ[۱] اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلِیًّا یَوْمَ غَدِیْرِ خُمٍّ فَعَمَّمَہٗ وَاَرْخٰی عَذَبَۃَ الْعِمَامَۃِ مِنْ خَلْفِہٖ	عبد الاعلی بن عدی نہروانی رض سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روز غدیر خم میں علی کو بلایا اور ان کو عمامہ باندھا اور اس عمامہ کا شملہ پیچھے (پیٹھ) کی طرف لٹکا دیا۔

ثانیاً شیخ کامل کی صحبت و خدمت میں حاضری کے ضروری ہونے پر کل اہل طریقت کا اتفاق

[۱] الریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ۔

اور مرید کے حق میں یہی بڑی اکسیر ہے باقی دو سہری چیز بیعت جس کے چار ارکان بیان کئے گئے ہیں ان میں سے دو رکن تلقین اور ہاتھ پر ہاتھ رکھنے پر نقشبندیہ مجددیہ اور حضرت احمد بدوی قدس اللہ سرہ کے سلسلہ احمدیہ کے لوگوں نے کفایت کر لیا ہے اور قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ و فردوسیہ وغیرہم مقراض رانی و کلاہ پوشانی کو بھی ضروری جانتے ہیں اب سوالات سائل کے الفاظ میں بعینہ لکھکر اُس کے جواب لکھے جاتے ہیں وباللہ التوفیق وھو الملہم بالصدق والصواب۔

س۱ پیر اپنے نانا و نانی و دادا و دادی وغیرہ کو مرید کر سکتا ہے یا نہیں۔

ج۱ مرید کر سکتا ہے۔ پیری مریدی میں رشتہ ناتہ کو دخل نہیں مرید کرنے والے میں صلاح و تقوےٰ علم و فضل ہدایت کرنے کی اہلیت اور قابلیت ہونی چاہئے۔

س۲ پیر کے انتقال کے بعد عمامہ یا عصا یا اور کوئی چیز سے بیعت تجدید کر سکتے ہیں و خلیفہ وغیرہ

ج۲ پیر کے وفات کے بعد اُس کے ملبوسات کو سامنے رکھکر یا اُس پر ہاتھ رکھکر تجدید بیعت کا طریقہ قادریہ سہروردیہ نقشبندیہ کی کتابوں میں احقر کی نظر سے نہیں گزرا ہے لیکن چشتیہ طریقہ میں ایسا کرنا جائز و معمول لکھا ہے۔ کتاب فوائد الفواد ملفوظات حضرت محبوب الٰہی سید نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ میں ہے کہ بعد ازاں فرمود کہ بیعت کنند درین میان فرمود کہ عجب دارم کہ شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز با با ہمچنین کردہ باشد و من ہمچنین میکنم۔

اگر مرید کا کام پورا نہ ہوا ہو اور راہبر کی حاجت اُس کو ابھی باقی ہو تو پیر کے انتقال

کے بعد اُس کے خلیفہ یا کسی دوسرے بزرگ سے رجوع کر کے اپنی تکمیل کر سکتا ہے بیعت کی اسمین ضرورت نہین ہے۔ بیعت طریقت چار شرائط والی جسکا بیان اوپر کیا گیا ہے ایک ہی بار ہوتی ہے مکرر نہین ہوتی بیعت توبہ مکرر ہوا کرتی ہے۔ فوائد الفواد سے تجدید بیعت کا جواز اپنے پیر ہی سے ثابت ہوتا ہے نہ غیر سے۔

س^{۵۶} مجذوب سے بیعت کر سکتے ہین یا نہین

ج^{۵۶} مجذوب مطلق سے نہ بیعت ہو سکتی نہ اکتساب طریقت اس کے لئے پیر سالک ہونا چاہئے یا سالک مجذوب یا مجذوب سالک۔ حضرت مخدوم شرف الدین بہاری قدس اللہ سرہ اپنے مکتوب ششم مین لکھتے ہین۔

و آن شیخ سالک بود نہ مجذوب کہ مجذوبان شیخی را نشایند اگرچہ سالک ہم مجذوب بود اما مجذوب سالک دیگر است و مجذوب مطلق دیگر۔

س پیر آخرت مین کیا کام دے سکتا ہے۔ یہ جو مشہور بات ہے کہ قیامت مین ہر پیر کا نشان ہوگا ایا صحیح ہے یا نہین۔

ج پیر اگر صاحب ولایت ہے جس کی شان مین وارد ہے لا یشقی جلیسہم اُسکے مرید و صحبت یافتہ کی بخشایش پر دلیل قوی فقط لا یشقی جلیسہم کافی ہے۔ قیامت مین ہر پیر کا نشان یعنی جھنڈا ہوگا مین نے کسی کتاب مین نہین دیکھا ہے۔ اور جیسا مشہور ہے ممکن ہے کسی بزرگ کا مکاشفہ ہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لوا حمد کے نیچے جسکی صفت مین آیا ہے آدم و من دونہ تحت لوائی انبیاء و اولیاء کے بھی بحسب مدارج بڑے چھوٹے جھنڈے ہوں جنکے نیچے انکے متبعین کی جماعت ہو۔ قرآن شریف مین ہے یوم ندعو کل اناس بامامہم جس دن ہم بلاوینگے سب لوگونکو انکے پیشواؤن کے ساتھ۔ تو کفار کے پیشواؤن سے ممتاز کرنیکو برگزیدہ

پیشواؤن کو اگر ایک نشان پایا جائے تو اللہ تعالی کے اس فضل وکرم سے جو اسکے دوستون کے لیے مخصوص ہین بعید بھی نہین۔ لیکن کسی کتاب مین دیکھا نہین۔

س جس کا کوئی پیر نہین اُس کا پیر شیطان یہ صحیح ہے یا غلط

ج یہ جملہ اپنے عموم معنی مین صحیح نہین۔ ہر مومن کے واسطے پیر کا ہونا ضرور نہین ہے یہ جملہ اُن لوگون کے حق مین صحیح ہے جنھون نے سلوک طریقت اختیار کیا ہوا اور اُنکی تکمیل کی پہلے اُسکے شیخ نے وفات کیا ہو ایسا مرید اگر دوسرے شیخ سے تعلیم نہ پائیگا تو وہ شیطان کے مکروفریب مین آجائیگا اور وساوس شیطانی کے موافق کام کرتا رہیگا تو اسکا شیخ شیطان ہوا۔

س پیر مین کیا صفت ہونی چاہیے

ج صفات مذمومہ سے پاک اور صفات محمودہ کثیر در کثیر اُس کی ذات مین ہونی چاہیے یہ خلاصہ ہے پیر کی اہلیت کی تفصیلات کا جس کو مشائخ طریقت ذکتابون مین لکھا ہے

س نابالغ لڑکے اور لڑکیان مرید ہوسکتی ہین یا نہین۔

ج ہوسکتے ہین۔ اور بالغ ہونے کے بعد اس بیعت کے فسخ کر دینے کا اختیار رکھتے ہین یعنی چاہے اس بیعت کو صحیح رہنے دے یا توڑ دے نابالغ کے عہود وعقود کا جو حکم شریعت مین ہے بیع وشرا ونکاح وغیرہ ہین کہ بلوغ کے بعد اُسکے برقرار رکھنے یا فسخ کر دینے کا اُس کو اختیار ہے وہی حکم بیعت طریقت کا بھی ہے۔

س عورتون کا پیر کے سامنے ہونا جایز ہے یا نہین۔

ج دونون اگر جوان ہون تو جائز نہین۔ اور اگر دونون بوڑھے ہون تو مضائقہ نہین

س پیر کی عورتین کون کون سی خدمت کر سکتی ہین۔ پیر کو مس کر سکتے ہین یا نہین

ج مریدہ عورت کا حکم اجنبیہ کا ہے۔ تو اجنبیہ عورت کسی مرد اجنبی کی جس جس قسم کی

خدمت کر سکتی ہے انھین اقسام کی خدمتین مریدہ اپنے پیر کی کر سکتی ہے۔ اس سوال کا آخری جملہ "پیر کوشش کر سکتے ہین یا نہین" میری سمجھ مین نہ آیا کہ کیا مطلب ہے۔

سوال تجدید بیعت کی کون سی صورتین ہین۔

ج بیعت کے بعد پیر کو گناہ پر مدام و مصر پائے یا اہل سنت کے خلاف اسکا عقیدہ معلوم ہو یا یہ ثابت ہو کہ اسکو بیعت و تلقین کی اجازت کسی سے حاصل نہین یا یہ کہ جس سے اجازت اس نے لی ہے اس کا سلسلہ اجازت خود ہی صحیح نہ تھا۔ ان سب صورتون مین مرید کو چاہئے کہ کسی دوسرے بزرگ سے تجدید بیعت کرے۔ اور اگر گناہ کبیرہ پر مصر نہ دیکھے بلکہ احیاناً کبھی کبھی کسی گناہ مین مبتلا ہو جاتے دیکھے تو مرید کو اختیار ہے کہ دوسرے کے ہاتھ پر تجدید بیعت کرے یا اسلاف پیران طریقت کے تقوی پر کفایت کرے اور اس بیعت کو برقرار رکھے۔ لیکن اگر گناہ صغیرہ یا کبیرہ کا ارتکاب ایکبار سے زیادہ نہ ہو تو ادب کا لحاظ کر کے مرید کو اسکی تاویل کرنی چاہئے۔ کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ حقیقت مین وہ گناہ نہ ہو اور ظاہر مین گناہ سمجھا جائے اور مرید کی خامی و پختگی دریافت کرنے کو امتحان کی نظر سے پیر کوئی کام تماشائی ایسا کرے جو ظاہر صورت مین تو گناہ معلوم ہوتا ہو اور حقیقت مین گناہ نہ ہو۔ یا خطاءً اس سے خلاف عادت اس کے کوئی گناہ ہو جائے۔ ایسی صورت مین اس پیر سے بد عقیدہ ہو کر اس سے انحراف کرنا اور دوسرے سے تجدید بیعت کرنا جائز نہین حضرت مخدوم شرف الدین بہاری قدس اللہ سرہ مکتوب سی و ہفتم مین لکھتے ہین "واگر مرید از پیر منکرے بیند قولاً و فعلاً در پناہ عجز خود شود تا گشتہ نہ گردد چون جمال معاملہ او با شرع آراستہ بود آن یک لت بر سبیل امتحان بدان مرید نماید روزگار خود را بدان راست نکند..... مرید کہ آن را بیند او را از آنجا در باید

گزشت و دیدہ برجال معاملہ وی باید نہاد........ و اگر کسے راہمہ روزگار بخلاف شرع بیند یا بیشترے از انجا باید گریخت کہ صحبت آن کس درد و سوز را فرونشاند و ایمان را بے کند۔ ایک صورت تجدید بیعت کی یہ بھی ہے کہ بیعت لینے والا کسی مصلحت سے بیعت کئے ہوئے کو بیعت ثانی کے لئے کہے جیسا کہ بخاری شریف کی اس حدیث میں ہے۔ باب البیعۃ فی الحرب ان لا یفروا و قال بعضہم علی الموت۔

عَنْ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم عدلت الی ظل الشجرۃ فلما خف الناس قال یا ابن الاکوع الا تبایع قال قلت قد بایعت یا رسول اللہ قال و ایضاً فبایعتہ الثانیۃ فقلت لہ یا ابا مسلم علی ای شئ کنتم تبایعون یومئذ قال علی الموت۔	حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن نے کہا میں نے آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر درخت کے سایہ کی طرف پھر گئے جب لوگون کا ہجوم کم ہوا تو آپ نے فرمایا اے ابن اکوع کیا تو بیعت نہ کریگا میں نے کہا یا رسول اللہ مین تو بیعت کر چکا ہوں آپ نے فرمایا پھر بھی (بیعت کر لے) تو مین نے دوسرے بار آپ سے بیعت کی

یزید بن عبید راوی کا قول ہے کہ مین نے ان سے کہا کہ آپ لوگ اُس دن کس چیز پر بیعت کرتے تھے تو اُن کے کہا کہ موت پر۔

س ۱۱ جو شخص بیعت کا منکر ہو اُسکی کیا سزا ہے۔

ج اُس کی کوئی سزا کسی نے لکھی نہین اس لیے میرے نزدیک بھی وہ کسی سزا کا مستحق نہین ہے۔

س مردہ پیر سے عقیدت ہو تو بیعت ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور اُس سے اجازت حاصل کر سکتا ہے یا نہیں۔

ج کسی وفات پائے ہوئے اولیاء اللہ سے خواب میں اگر بیعت کرتے ہوئے اپنے کو دیکھے تو وہ بیعت تو ہو جائیگی لیکن بعد اس کے کسی زندہ صاحب ولایت کے ہاتھ پر بھی بیعت کرنا بہتر ہے۔ اجازت اُن سے وہ شخص حاصل کر سکتا ہے جو خود صاحب مکاشفات صحیحہ ہو ورنہ خواب وغیرہ کی اجازت معتبر نہیں ہے۔

س مردہ شخص جو بغیر مرید ہونے کے انتقال کیا ہے اُس کو مرید اپنا کر سکتا ہے یا نہیں باجازت اُس کے ولی کے۔ یا اُس کا ولی خواہش کرے کہ ہمارے فلاں شخص کو مرید کر لیجئے۔ اور وہ فوت ہو چکا ہو اُس کو مرید کر سکتے ہیں یا نہیں۔

ج میت نے اپنی زندگی میں اگر اُس پیر سے مرید ہونیکا قصد ظاہر کیا تھا اور کسی وجہ سے مرید نہ ہو سکا تو جس شخص سے اُسکا عقیدہ تھا وہ اپنے مریدوں میں اُس کو شامل و داخل کر سکتا ہے۔ اور اگر خود اُس کا عقیدہ اور ارادہ مرید ہونیکا نہ تھا تو فقط اُسکے ولی کے کہنے اور درخواست کرنے پر وہ میت مرید نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ اور نہ کوئی اُس کو اپنا مرید بنا سکتا ہے۔

س پیر کسیقدر تفاوت پر ہو اسکے مرید ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ جسکو بیعت عثمانی کہتے ہیں۔ بیعت عثمانی کا کیا مطلب ہے۔

ج غائبانہ بیعت کو بیعت عثمانی کہتے ہیں اس جہت سے کہ صلح حُدیبیہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیام لیکر مکہ معظمہ میں قریش کے پاس بھیجا تھا اور اُن کی غیبت میں اصحاب رضی اللہ عنہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بیعت لینے کی ضرورت ہوئی اور سبھوں سے بیعت لی تو اُن کی بھی بیعت غائبانہ بیعت لی اور اپنے دست مبارک میں سے ایک کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور دوسرے کو اُس پر بیعت لینے کے واسطے رکھا۔ یہ روایت بہت کتابوں میں ہے اور صحیح ہے۔ دوسری روایت کتاب سفر السعادت فصل بیماران میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیعت شخصے از قومے کہ مجذوم بود قبول فرمود واز دور گفت ای فلاں بیعت تو گرفتم حاجت آمدن نزدیک نیست۔ ان دونوں روایتوں میں اول سے غائب کی بیعت اور دوسری سے کچھ فاصلہ سے بیعت لینا یا یوں کہیے کہ عقیدتمند کی بیعت قبول کر لینا جائز ہے ایسا ہی معمول اور حدیث سے ثابت ہے۔ لیکن غیر عقیدتمند کے ساتھ ہرگز جائز نہیں کیونکہ اُس کا ارادہ ہی بیعت کا نہیں ہے تو کوئی زبردستی سے کسیکو اپنا مرید نہیں بنا سکتا۔

س کون کون سی بات پیر میں موجود ہونی چاہیے۔

ج اسکا جواب س ملتے میں مختصر لکھا جا چکا ہے پھر یہاں بھی لکھا جاتا ہے کہ اہل سنت کا صحیح عقیدہ رکھتا ہو شریعت کا پورا پابند ہو جامع صفات

محمود وہ ہو عارف باللہ منازل طریقت طے کئے ہوا ہو ولایت کے آثار اُس میں پائے جاتے ہوں اجازت بیعت وارشاد کی پایا ہوا ہو

س اگر پیر اپنا مذہب بدل دے تو اُس پیر سے بیعت ہو سکتے ہیں یا نہیں جیسے شیعہ ہو جائے یا وہابی ہو جائے۔ مگر کلمہ محمدی کا قائل ہے اور قرآن کا عامل ہو اور رسول کو برحق جانتا ہو۔

ج اوپر کے جواب میں لکھا جا چکا ہے کہ پیر میں کل صفات محمودہ کی جمعیت اور پیر کا عقیدہ اہل سنت کا ہونا چاہیئے یہ بھی اوپر گزر چکا ہے کہ صاحب ولایت سے بیعت کرنا چاہیئے تو جو کوئی اہل سنت کے مذہب کو چھوڑ کر دوسرا کوئی مذہب اختیار کرے تو اُس سے مرید ہونا نہ چاہیئے اہل سنت کے متشدد علماء کو بھی عوام وہابی کہتے ہیں لیکن وہ اہل سنت ہے۔

س اگر اتفاقاً پیر سے گناہ کبیرہ یا صغیرہ سرزد ہو گیا اور پھر اُس نے عقیدہ باطل سے توبہ بھی کر لیا ہو اور شریعت کا عامل ہو اوس کی بیعت توڑنا جائز ہے یا نہیں۔

ج اس کا جواب بھی ملنا کے جواب میں گزر چکا ہے کہ اتفاقیہ گناہ سے اور خاصکر جب اُس نے توبہ بھی کر لیا ہو تو اُس کی بیعت توڑ دینا جائز نہیں۔

س کون سی صورت میں دوسرے پیر کا طالب ہو سکتا ہے

ج جس مرید کو وصول الی اللہ اور اُس کے عرفان میں ابھی راہبر کی

احتیاج و ضرورت باقی ہو اور اُس کے پیر کا انتقال ہو گیا ہو۔ یا اون صورتوں میں جس کا بیان ملفوظ میں کیا گیا ہے۔ اس کو دوسرے پیر و مرشد کا طالب ہونا چاہئے۔

س بعد انتقال پیر کے دوسرے پیر سے کیا مرید ہو سکتا ہے۔

ج اگر وہ مرید کمال کو نہ پہنچا ہو اور اُس کے پیر نے انتقال کیا ہو تو کسی دوسرے پیر سے رجوع کر سکتا ہے۔ یعنی تعلیم پا سکتا ہے۔ اس دوسرے پیر سے مرید ہونا یعنی ایسی بیعت جس کے چار ارکان اوپر بیان کئے گئے ہیں ضرورت نہیں۔ اس سے تعلیم پانا کافی ہے۔ اس کو مرشد یا پیر ارشاد کہتے ہیں اور اول کو پیر بیعت۔

س طالب اگر نقشبندی ہے اور اُسکا پیر بھی زندہ ہے دوسرے پیر چشتی کا مرید ہو سکتا ہے یا کہ نہیں۔ اور اب چشتی پیر موجود ہے اور پھر قادری کا خطاب کیا اور قادری بھی حیات ہے اور سہروردی سے بیعت کئے ہیں۔ غرضکہ چاروں پیر موجود ہیں یکے بعد دیگرے مرید ہوتا گیا۔ ایسا مرید ہونا جائز رہا یا نہیں۔

ج جس طریق سے سوال میں یکے بعد دیگرے پیر کرنا لکھا ہے یہ مریدی نہیں کھیل ہے۔ پیر کی زندگی میں بجز اُن صورتوں کے جسکا ملفوظ میں اوپر ذکر کیا گیا ہے کسی دوسرے سے مرید نہ ہونا چاہئے۔ پیر کی اجازت سے دوسرے پیر کے پاس تعلیم پانے کو جانا جائز ہے۔ وہ اسی طریقہ کا ہو یا دوسرے طریقہ کا۔ یعنی نقشبندی یا چشتی یا قادری یا سہروردی یا کسی اور سلسلہ کا ہو۔ پیر خود اگر اپنے مرید کو کسی دوسرے پیر کے پاس تعلیم پانے کے غرض سے بھیجدے

تو مرید کو اس حکم کی تعمیل لازم ہے وہ جہاں بھیجدے وہیں جاکر تعلیم پائے۔ لیکن
پیر اول کی عظمت اور اُسکا ادب دل میں رکھے۔ یہ نہ کہے کہ میری ترقی پر وہ
قادر نہ تھے۔ اُنکا مقام یہی تھا جہانتک مجھے بتایا۔ بلکہ اس طرح کہے کہ اُنکا مرتبہ
تو بہت اعلیٰ ہے لیکن میرے نصیب میں اُن سے اسیقدر فائدہ پہنچنا تھا۔ اسلئے
وہاں جانیکو فرمایا جہاں سے اب مجھے فائدہ ہونیوالا ہے۔ اس طرح کی اجازت
سے وہ تیسرے چوتھے پانچویں بہت جگہ اسی غرض سے تعلیم پانیکو جاسکتا ہے۔ یہانتک
کہ اُسکا مقصود حاصل ہو جائے۔ بغیر اجازت پیر کے دوسری جگہ جانا جائز
نہیں۔ اگر بغیر اجازت پیر کے دوسری جگہ جاکر مرید ہو جائے یا تعلیم پائے تو
اُسکو ہرگز نفع نہ ہوگا بلکہ نقصان پہنچیگا اور مردود طریقت سمجھا جائیگا۔ اس
مضمون کو حضرت مخدوم الملک شرف الدین بہاری قدس اللہ سرہ اپنے
مکتوب پنجم میں لکھتے ہیں۔ و گفتہ اند ممکن است کہ مرید بیک پیر بمنزل رسد
و روا باشد کہ بدو پیوستہ و یا بچہار و یا بیشتر از اں صحبت کند آنگاہ بمنزل رسد
کہ ہر پیرے و صحبتے ویرا سبب کشف مقامے گرداند۔ اما نیکوتر آں بود کہ
پیران را بمقام خود آلودہ نگرداند۔ و نہایت ایشاں را اندر آں مقام ثنا
نکند۔ نگوید نصیب من از صحبت ایشاں ایں بود۔ ایشاں فوق ایں بودہ
اند۔ ایں بادب نزدیک تر بود۔ از انچہ بالغان راہ خداوند را با مقام و
احوال کار نبود۔ و لیکن چوں با پیرے صحبت کرد بے اجازت وے از انجا
نرود و از صحبت وے جدا نگردد۔ و ایں نگاہ دارد۔ و بر جملہ از عزت پیران

ملہ اس سے غرض یہ ہے کہ ہر ایک کے انتقال و وفات کے بعد دوسرے کی صحبت اختیار کرے اور اگر زندگی میں جائے تو اُسکی اجازت سے جائے۔ ۱۲

احتراز باید کرد۔ اگرچہ اجازت ایشاں یا بر طریق بطلان از پیر اول نزدیک پیرے دیگر شود روا نباشد۔ ہر کہ چنیں کند مرتد طریقت باشد۔

س خلیفہ ایک پیر چشتی کا ہے اور دوسرا پیر قادری اُسکو اپنا خلیفہ مقرر کر سکتا ہے یا نہیں

ج ہاں کر سکتا ہے۔ اور اس طرح ہر سلسلہ والا اُسکو خلافت دے سکتا ہے اور وہ بہت سلاسل کی خلافت و اجازت حاصل کر سکتا ہے۔

س کیا فرماتے ہیں علمار دین و مشائخ اس مسئلہ ذیل میں کہ جس کا پیر و مرشد حیات ہو اور عالم ہو اور عقیدہ بھی صادق ہو۔ اس کا مرید دوسرے پیر سے مرید ہو۔ اسکا حکم شرع شریف سے کیا ہو۔ وہ مرید قابل ملامت ہو یا کہ نہیں۔ اور مرید ہونا جائز ہے یا نہیں۔

ج شریعت میں بیعت اسلام ہے بیعت ہجرت ہو بیعت جہاد بیعت توبہ ہے بیعت اطاعت امیر اور والی کی ہو احکام شریعت میں ہو۔ ان میں سے بیعت اسلام و ہجرت کے سوائے باقی بیعتوں میں تکرار و تجدید جائز ہو اُسی ایک ہی شخص کے ہاتھ پر ہو یا دوسروں کے ہاتھوں پر جس طرح بیعت جہاد کی تجدید کی روایت بخاری شریف سے جواب ۱۰ میں اوپر گزری اور بیعت طریقت کا حال اوپر لکھا جا چکا ہو۔ پیر کی صفات بھی لکھی گئی ہے تو اُن صفات سے موصوف پیر کا مرید اگر وہ طالب صادق اللہ تعالیٰ کا ہے تو اُس مرید کو ایسے باکمال پیر کو چھوڑ کر دوسرے سے مرید ہونا جائز نہیں جیسا کہ ۳۰ میں لکھا گیا ہو اور اگر ایسا کرے تو وہ مرید قابل ملامت

بھی ہے اور اگر اُس پیر میں اہلیت پیری کی نہیں ہے تو مرید و طالب صادق
کو دوسری جگہ طلب حق میں جانا جائز ہے۔ یا اگر وہ مرید طلب حق تعالی
میں مرید ہی نہوا ہو بلکہ فقط بیعت توبہ کی ہو تو وہ بھی اگر دوسرے کسی کے
ہاتھ پر تجدید توبہ کرے تو جائز ہے۔ اور ایسے مرید پر ملامت نہیں۔

س پیر دیوانہ ہو جائے۔ دوسرے پیر سے مرید ہو سکتا ہے یا نہیں۔
ج وہ پیر جو کہ اہلیت شیخی کی کل صفات سے موصوف ہو اور اُس کا
وہ مرید جس میں مریدی کی ساری صفات موجود ہوں اوس کو اپنے پیر
کی صحت و شفا پانے کی انتظار میں ٹھہرے رہنا چاہئے۔ اور اگر پیر و
مرید اُن صفات سے خالی ہیں تو ایسے مرید کو اختیار ہے صحت کا انتظار
کرے یا دوسرے سے مرید ہو۔

س پیر گمراہ ہو جائے۔ بدعقیدہ بھی۔ اور اسلام چھوڑ دیا ہے۔ جیسے
آریہ یا کہ کوئی اور دین اختیار کرے اُس کا کہانتک انتظار کریں۔ یا
فوراً بیعت توڑ دیں اور دوسرا پیر اختیار کریں۔

ج گمراہی اور بدعقیدگی سے توبہ کرنے کی اگر امید ہو تو انتظار اُس کے
توبہ کا کرے اور اگر گمراہی اور فاسد عقیدہ سے توبہ کرنے کی امید نہ دیکھے
تو بیعت توڑ دے۔ اور دوسرا پیر ڈھونڈھے۔ اور اگر اسلام کو چھوڑ کر
آریہ یا کوئی اور دین پیر اختیار کرے۔ تو اُس کے مرتد ہو جانے سے بیعت
خود ہی ٹوٹ جائیگی جس طرح مرتد کا مسلمہ سے نکاح یا اوس کے اور عقود ٹوٹ
جاتے ہیں بیعت بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ اللہ تعالی ہر مسلمان کو ارتداد سے بچائے۔

س پیر و مرشد ایک چیز ہے یا کہ دو چیز ہے۔ اِن کاموں کی تعریف کیا ہے
ج اس کا بیان اوپر کیا گیا ہے۔ جس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی ہو اور اسی سے طریقت کی تعلیم بھی ہوئی ہو تو وہ پیر بھی ہے مرشد بھی ہے۔ پیر کے انتقال کے بعد یا اوس کی حیات میں اُس کی اجازت سے دوسرے کسی کے پاس جاکر طریقت کی تعلیم حاصل کرے تو اس تعلیم کرنے والے کو مرشد کہتے ہیں۔ پیر اور مرشد دونوں کا کام ہدایت کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ دکھانا اور مرید کو اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ منازل تک پہنچانا۔

س لوگوں میں عادت ہے کہ کوئی اپنے خیال میں برابر معلوم ہوا اور پہلے پیر سے مرید ہو کر اس سے بیعت کرلے یہ بات جائز ہے۔
ج اوپر لکھا گیا ہے کہ بغیر پیر کی اجازت کے دوسرے کے پاس تعلیم کو نہیں جا سکتا ہے تو بیعت دوسرے سے کرنا کب جائز جائز ہو سکتا ہے مرید کا اپنے خیال ناقص کے موافق دوسرے سے پھر کے مرید ہونا ہرگز نہیں چاہیئے۔

س پیر اپنی مریدن سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں از روے شرع حکم فرمایا جائے
ج اپنی مریدہ سے پیر نکاح کر سکتا ہے۔ حرمت نکاح کی کوئی وجہ نہیں۔ شرعی حکم یہی ہے اور طریقت میں شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں۔ طریقت کے اندر کل احکام شریعت ہی کے ہیں نہ کچھ اور۔

س پیر اپنی بی بی کو مرید کر سکتا ہے یا نہیں۔ اور اگر کر لیا تو کیا حرج ہے۔
ج اپنی بی بی کو مرید کر سکتا ہے۔ اپنی زوجہ کو مرید کر نہیں توبہ کرانے کے یا سلسلہ طریقت میں شامل و داخل کرنے کی غرض سے کوئی حرج نہیں لیکن

پیری اور مریدی کی اصل غرض جو وصول الی اللہ ہو اس موقع میں اُسکے حصول میں تامل اور شک ہے۔ کیونکہ جب تک مرید کے دل میں پیر کا ادب اُسکی تعظیم انتہا درجہ کی نہ ہو طریقت کا نفع کامل مرید کو نہیں ہو سکتا۔ میاں بی بی کے درمیان اس درجہ کی بے تکلفی کا سامان مہیا ہو کہ پیر و مرید کے مانند تعلق اور ادب و تعظیم محال نہیں تو بہت مشکل تو ضرور ہو۔ پس اُس بی بی کو اپنے شوہر سے مرید ہونے سے طریقت کا نفع کامل نہیں پہنچ سکتا۔ تو بھی بڑا حرج ہے۔

س پیر کی لڑکی سے نکاح اُس کا مرید کر سکتا ہو یا نہیں۔

ج نکاح کر سکتا ہے۔

س طبابت و تجارت و حرفت و صنعت و کاشت یا دوکان وغیرہ پیر کوئی پیشہ کر سکتا ہو ایسے مرشد کا مرید ہونا کوئی حرج نہیں ہو؟

ج پیشہ یا حرفہ وغیرہ پیر کر سکتا ہو۔ اور اس سے مرید ہونے میں کوئی نقصان نہیں۔ اگر پیر صاحب عیال ہو تو اُس کو عیال کا نفقہ دینے کے واسطے کسی پیشہ یا حرفہ وغیرہ کا اختیار کرنا ضروری ہو۔ یہ بات توکل کے خلاف نہیں ہو۔ انبیاء سابقین علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بڑے بڑے اولیاء اللہ کا یہی طریقہ رہا ہو اور توکل کی صفت اُن سے بڑھکر دوسرے میں نہیں ہو سکتی ہمارے پیغمبر سید المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کا نفقہ ایک ایک بار سال بھر کا عطا فرما دیتے تھے البتہ اپنی ذات پاک کے واسطے دوسرے وقت کا آذوقہ یا درہم و دینار نہیں چھوڑتے تھے لیکن اپنی عام امت کو اور خواص بھی آل و اصحاب اہلبیت

کو کسب معاش کی ہدایت فرمائی ہے الکاسب حبیب اللہ اسی معنی میں ہے اور غیر متاہل مجرد کو ادن کی تجرید و تفرید پر ہی چھوڑ دیا جس طرح اصحاب صفہ جو مسجد نبوی میں برابر رہتے تھے۔

س پیر کون کون سی ملازمت کر سکتا ہے۔ جیسے پولیس یا کچہری انگریزی یا بادشاہی و نظامی و مدرسی و قاضی و مفتی وغیرہ

ج مدرسی یا قاضی یا مفتی وغیرہ قسم کی سب نوکری کر سکتا ہے لیکن شاہی و نظامی و انگریزی سلطنت کی نوکریوں میں سے عدالت کی وہ نوکری جس میں سود کی ڈگری دینی ہو اور نظامت کا وہ عہدہ جس میں آبکاری (شراب فروشی) وغیرہ حرام چیزوں کی بکری وغیرہ کا انتظام کرنا ہو نہ کرے یعنی شریعت اسلامی کے اندر جو چیز حرام ہو اس کے اجرا کا حکم جس جس نوکری میں ہو وہ نہ کرے باقی نوکریاں کرے۔

بیعت و ارشاد

س لفظ بیعت کا معنی فرقانی اور حدیثی۔ اور ملفوظاتی۔ اور لغاتی کیا معنی ہیں

ج بیعت کے معنی فرقانی یعنی قرآنی جس کا قرآن مجید میں آیا ہے یہ ہے کہ پیغمبر یا ابو الامر (نائب پیغمبر) کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر دینی کاموں پر معاہدہ کرنا سورہ فتح میں ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ	جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا ہی سے بیعت کرتے ہیں خدا کا ہاتھ ان کے

أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ أَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا۔

ہاتھوں پر ہے۔ تو جو عہد توڑ دے تو اپنی ذات کے نقصان کے لیے عہد توڑتا ہے اور جو عہد کو پورا کرے جسکا اُسنے خدا سے عہد کیا ہے تو اُسکو قریب میں بڑا اجر دیا جائیگا

اس آیت شریفہ میں بیعت سے غرض معاہدہ ہے جو بیعت رضوان میں ہوا تھا اس لیے کہ اس بیعت کے توڑنے کو عہد توڑنے سے تعبیر کیا اور اُسکو نقصان دہ فرمایا۔ اور بیعت برقرار رکھنے کو وفائے عہد سے تعبیر کیا اور اسکو موجب اجر عظیم فرمایا۔ بعد کے سوال کے جواب میں حدیث شریف سے بخوبی واضح ہو جائیگا کہ یہ بیعت رضوان جس کا ذکر اس آیت شریفہ میں ہے لڑنے مرنے اور نہ بھاگنے کا معاہدہ تھا۔ حدیث شریف میں مثل قرآن مجید کے عہد کرنے کے معنی میں ہے دوسرے سوالوں کے جواب میں جہاں پر یہ حدیث شریف لکھی جائے گی وہاں معلوم ہو جائیگا۔

بزرگوں کے ملفوظات کے اندر بھی اسی معنی میں ہے جو قرآن مجید اور حدیث شریف میں ہے۔ لغات میں لکھا ہے۔ تاج العروس شرح قاموس کی عبارت ہے۔

وَالْبَيْعَةُ الصَّفْقَةُ عَلٰى إِيْجَابِ الْبَيْعِ وَعَلَى الْمُبَايَعَةِ وَالطَّاعَةِ وَبَايَعَهُ عَلَيْهِ مُبَايَعَةً عَاهَدَهُ

بیعت ہاتھ مارنا ہے بیع کے قبول کرنے پر اور بیعت کرنے اور فرماں برداری پر اور بایعہ علیہ مبایعۃ سے غرض ہے کہ معاہدہ کیا اوس سے

مصباح المنیر میں لکھا ہے۔

وَالْبَيْعَةُ الصَّفْقَةُ عَلَى إِيجَابِ الْبَيْعِ...... وَتُطْلَقُ أَيْضًا عَلَى الْمُبَايَعَةِ وَالطَّاعَةِ	اور بیعت ہاتھ مارنا ہے بیع کر لینے پر ...... اور بیعت کرنے اور فرماں برداری پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔

منتہی العرب بزبان فارسی میں ہے بیعۃ بالفتح عہد و پیمان۔ منتخب میں ہے بیعۃ عہد بستن

س بیعت رضوانی اور توبہ میں کیا فرق ہے

ج بیعت رضوان اس سبب سے ہوئی تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واقعہ حدیبیہ میں قریش کے پاس مکہ معظمہ میں سفیر بنا کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ اُن کی نسبت مشہور ہو گیا کہ قریش نے اُن کو مار ڈالا۔ اس خبر پر قریش سے لڑنے کے لئے اصحاب سے بیعت لی گئی کہ جنگ میں ثابت قدم رہیں اگرچہ جان چلی جائے بخاری شریف میں ہے

بَابُ الْبَيْعَةِ فِي الْحَرْبِ عَلَى أَنْ لَا يَفِرُّوا وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى الْمَوْتِ	باب بیعت کا جنگ میں اس بات پر کہ نہ بھاگیں گے۔ اور بعض نے کہا کہ موت پر (بیعت ہوئی تھی)

پھر دوسری جگہ بَابُ كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ میں حدیث ہے۔

قُلْتُ لِسَلَمَةَ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ	یزید بن ابی عبید کا قول ہے میں نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کس چیز پر تم لوگ نے حدیبیہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اُن نے کہا۔

مرنے پر یعنی لڑنے مرنے پر کہ یا فتح ہی کریں گے یا جان دیدینگے۔

پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زندہ واپس آگئے تو بیعت لینا رک گیا اور بغیر جنگ کے صلح کر لی گئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اُس دن کی بیعت یعنی لڑنے مرنے پر معاہدہ کرنے سے اپنی رضامندی ظاہر فرمایا۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الخ	خدا خوش ہوا ایمان والوں سے جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے

اس لئے اس بیعت کا نام بیعت رضوان مشہور ہو گیا۔ اور بیعت توبہ گناہوں کے چھوڑنے کا معاہدہ ہے۔ دونوں بیعت میں یہی فرق ہے۔

س آج کل کی بیعت جو مرشدوں کے ساتھ کی جاتی ہے بیعت توبہ ہے یا رضوانی یا دونوں بیعتوں میں مرید منظور ہو جاتا ہے۔

ج آجکل جو بیعت پیران طریقت اور مرشدان راہ حقیقت کے ہاتھ پر کیجاتی ہے وہ ان امور کو شامل ہے ایک تو فرماں برداری بموجب اس حدیث کے

بخاری شریف باب كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ.

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَّقُوْمَ أَوْ نَقُوْلَ	حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم سب نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اُن کا کہنا ماننے اور فرماں برداری (اپنی دلی) خوشی اور ناخوشی ہر حال میں اور یہ کہ نہ جھگڑینگے

بِالْحَقِّ حَيْثُ مَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ	اُن کے حکم میں اور حق پر قائم رہیں گے یا سچ بولیں گے جہاں کہیں رہیں اور

خدا کے حکم میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔

اور بخاری ہی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں

كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا فِيمَا اسْتَطَعْتَ	ہم لوگ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت اس بات پر کرتے تھے کہ آپ کے احکام کو سنیں گے

اور فرماں برداری کرینگے تو (ہم لوگ سے بنظر شفقت فرماتے تھے) کہ یہ کہو کہ جہانتک ہم سے ہو سکے گا۔

دوسرے یہ کہ کفر و شرک اور کبیرہ گناہوں کے نہ کرنے اور شرعی احکام میں نافرمانی نہ کرنے کا معاہدہ ہے جیسا کہ بخاری شریف کی اس حدیث میں ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسٍ تُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوا فِي	ہم لوگوں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور ہم سب ایک مجلس میں تھے کہ میری بیعت کرو اس بات پر کہ شریک بناؤ خدا کا کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو اور نہ بہتان باندھو کہ افترا کرتے ہو اپنے سامنے اور پاؤں کے

مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰی مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِی الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَاَمْرُهٗ اِلَی اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَاقَبَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَفٰی عَنْهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰی ذٰلِكَ

درمیان اور شرعی احکام میں نافرمانی نہ کرو پس تم میں سے جو عہد کو پورا کریگا تو اُس کی جزا خدا پر ہے اور جو اس میں سے کسی چیز (ممنوعات) میں پڑ گیا پھر دنیا میں اُس کی سزا پا گیا تو اوسکا وہ کفارہ ہے اور جو ان (ممنوعات) میں سے کسی چیز میں پڑ گیا بعد اس کے خدا نے (اپنی ستاری سے) اُس کو چھپا دیا تو اُس کا کام (معاملہ) اللہ کی طرف ہے چاہے عذاب کرے چاہے عفو کرے تو ہم سب نے اس بات پر آپ سے بیعت کرلی۔

س اگر صرف بیعت توبہ میں ارادت ثابت ہوتی ہے۔ تو کیسے ثبوت سے جو کسی جگہ کوئی دلالت قابل اعتبار درج ہے۔

ج بیعت توبہ ہو یا دوسری بیعت ہو بیعت کرنے والے میں ارادت کا ثبوت اُسوقت ظاہر ہوگا کہ توبہ پر یا جس کام پر اُس نے بیعت کی ہو استقامت پائی جائے۔ اور جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہو اُس کی اطاعت و فرماں برداری میں اُس کا تسلیم و راضی ہونا دیکھا اور پایا جائے۔

س بیعت ہونے کا کیا مفاد ہے۔

ج بیعت کا مفاد یہ ہے کہ بیعت کرنے والا گناہوں سے اکثر محفوظ رہتا ہے اسکو یہ خوف رہتا ہے کہ اگر پھر گناہ کرونگا تو جنکے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ سنیں گے

تو سرزنش کریں گے اُن کو منہ دکھانے کے قابل نہیں نہ رہوں گا۔ تو باوجود نفس و شیطان کے اغوا کے گناہ کرنے سے ہچکتا ہے اور رک جاتا ہے۔ بخلاف اُسکے جس نے بیعت کسی سے نہ کی ہو اُس کے لئے بظاہر جب کوئی روک نہیں ہے تو نفس کی خواہش اور شیطان کے بہکانے میں پڑکر گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اگرچہ اپنے دل میں وہ پہلے سے توبہ کر چکا ہے لیکن اس کے توبہ توڑنے میں کوئی مانع نہیں ہو تو وہ بار بار خود ہی توبہ کرتا ہو اور پھر اُسکو توڑتا ہے۔

س بیعت شدہ مرید کو کس قدر مرشد کی تادیب لازم ہے۔

ج پیر و مرشد کا ادب کرنا مرید کو ویسا ہی چاہیئے جیسا کہ دینی علوم کو اُستاد کا ادب کرنا اُس کے شاگرد پر ہو۔ بلکہ دینی اُستاد سے بھی زیادہ مثلاً دینی علوم کے اُستاد کے سامنے اُسکے دینی ریاست کی عظمت کے سبب اور سیاست کے خوف سے فحش الفاظ بولنے۔ مسلمانوں کی غیبت کرنے سے زبان کو روکتا ہو۔ اپنے اعضا کو مہذب و مؤدب رکھتا ہو حرکات ناشائستہ سے بچاتا ہو۔ تو پیر کے سامنے مثل اُستاد کے زبان اور کل اعضا کو مہذب رکھنے کے علاوہ دلکو بھی برے خطرات و فاسد خیالات سے بچاتا ہے تاکہ برے خیالات آئینگے تو پیر و مرشد پر اشراق خواطر کی وجہ سے ظاہر ہو جائینگے جو اس مرید کی ذلت و سبکی کا موجب ہوگا۔ غرض یہ کہ اُستاد کے سامنے مجرد ظاہر اعضا کو مہذب رکھتا ہو اور پیر و مرشد کے سامنے ظاہر و باطن دونوں کو مہذب رکھتا ہے تو اوستاد سے زیادہ ادب پیر و مرشد کا کرتا ہے۔

س اگر مرشد اولیاء اللہ نہیں صرف حق پرست اور کسی مشائخ کے مصلا کا

سجادہ نشین ہو اُس سے بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

ج یہ معلوم ہونا کہ ولی اللہ ہے یا نہیں مشکل ہے۔ پھر فیصلہ کر لینا کہ یہ ولی اللہ نہیں ہے کیونکر ہو سکتا ہے اسی طرح بلا دلیل کے یقین کر لینا کہ یہ ولی اللہ ہے۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ صرف حق پرست اور کسی مشائخ کے مصلے کا سجادہ نشین ہے۔ تو حق پرستی خود ایک ایسی عمدہ صفت ہے کہ اس صفت کا آدمی نکالا اور رد کیا نہیں ہوتا۔ اور جب وہ کسی بزرگ کا سجادہ نشین بھی ہے تو اُس کو مرید کرنے کی اجازت بھی ہوگی ایسے آدمی سے مرید ہونا جائز ہے

س مرید ہوتے وقت بیعت ہوتے کس نیت سے حاضر حضور مرشد ہووے

ج مرید عربی زبان کا لفظ اسم فاعل کا صیغہ ہے اسکے معنے ہوئے ارادہ کرنے والا یا قصد کرنے والا یا چاہنے والا۔ اور اہل طریقت کے نزدیک اللہ کی طرف قصد و ارادہ کرنے والے یا یہ کہا جائے کہ اللہ کے چاہنے والے کو مرید کہتے ہیں۔ تو مرید کو مرشد کے حضور میں بیعت کرنے کے وقت اس نیت سے حاضر ہونا چاہئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طلب میں آپکے پاس حاضر ہوتا ہوں اور اس کام میں آپکو اپنا رہبر بناتا ہوں جیسے آپ مجھکو بتائیں چلائینگے چلونگا اور اس کی پوری فرمانبرداری کرونگا۔

س کیا مرشد کو مرید پر کسی امر کی فہمائش کا اعلان کرنا ضروری ہے

ج احکام شریعت کی پوری پابندی کا۔ اور طریقت کے متعلق جو کچھ بتایا جائے اور جو بتایا ہو سکے اور لازم سمجھے گا۔

س کیا مرید کو بھی کچھ تعمیل کرنا ہوگی اور تعمیل حکم مرشد کی بجالانا درست ہے

ج پیر و مرشد اپنی خدمت مریدوں سے نہیں لیتے۔ لیکن مرید اپنی محبت سے
مرشد کی خاص کوئی خدمت اپنے ذمہ لے یا اُن کی خانقاہ کی خدمتوں سے
جو کچھ اُس سے ہوسکے کرے تو درست ہے۔

س مرشد اور مرید کے لفظی معنی اور مطلب کیا ہیں۔

ج مرشد اسم فاعل کا صیغہ ہے ارشاد اسکا مصدر ہے ارشاد کے معنے ہیں اللہ
کی راہ دکھانا تو مرشد کے معنی ہوئے اللہ کی راہ بتانیوالا۔ اور مرید کے معنی
م ۸ کے جواب میں لکھا جاچکا۔

س تردید بیعت درست ہے یا نا۔ اگر درست ہے تو کس کس وجوہات سے۔ اور
کس فتویٰ کے ذریعہ۔ اور خاصکر سلسلہ قادریہ کا کیا فتویٰ ہے۔

ج سائل نے بیعت توڑ دینے کو شاید تردید بیعت لکھا ہے لیکن عربی محاورہ
(بول چال) میں فسخ بیعت یا اقالہ بیعت اور بیعت ہو یا عام معاہدہ کسی قسم کا
ہو اُس کے توڑنے کو عربی میں نکث کہتے ہیں۔ تو اس سوال کا جواب یہ ہے
کہ بیعت توڑنا درست نہیں ہے۔ قرآن شریف میں بیعت کے بیان کے بعد
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ	تو جو عہد توڑ دے تو اپنی ذات کے نقصان کے لئے عہد توڑتا ہے۔

عہد یعنی بیعت کو توڑ دینا گناہ ہے تو عہد یعنی بیعت توڑ کر خود نقصان اُٹھاتا ہے
گناہ گار ہوتا ہے۔ اور بخاری شریف میں بَابُ بَيعةِ الاعراب میں
پھر بَابُ مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ میں پھر بَابُ مَنْ نَكَثَ الْبَيْعَةَ

میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

اَنَّ اَعْرَابِیًّا بَایَعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاِسْلَامِ فَاَصَابَہٗ وَعْکٌ فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ فَاَبٰی ثُمَّ جَاءَہٗ فَاَبٰی ثُمَّ جَاءَہٗ فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ فَاَبٰی فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَہَا وَتَنْصَعُ طِیْبَہَا۔

ایک بدوی عرب نے دین اسلام پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی بعد اسکے اُسے تپ آگئی تو اُس نے کہا میری بیعت کو توڑ دیجئے آپ نے اس سے انکار فرمایا پھر آیا (وہی کہا) آپ نے انکار فرمایا پھر (تیسری بار) آیا اور کہا میری بیعت فسخ کر دیجئے آپ نے انکار فرمایا تو وہ نکل گیا (مدینہ سے یا دین اسلام ہی سے)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ لوہار کی بھٹی کے مثل ہے کہ میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور اچھے لوہے کو صاف کر دیتی ہے۔ اور اگر بیعت ہی غلط ہوئی ہو۔ یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہو اوسکو خود کسی سے بیعت نہ ہو یا اگر بیعت ہو تو بیعت لینے کی اجازت صحیح نہ ملی ہو ایسی حالت میں مرید کرنے والے کے ہاتھ پر بیعت ہی صحیح نہ تھی اب بیعت کرنے کے بعد بیچارہ مرید کو پیر کے اس نقصان پر اطلاع ہو گئی تو وہ سمجھے کہ میرا فعل غلط ہوا یہ حقیقت میں بیعت نہ ہوئی ہو۔ اسکو بیعت توڑنا یا اقالت بیعت یا فسخ بیعت نہیں کہیں گے کیونکہ وہ بیعت ہی صحیح نہ تھی یا اگر پیر کو کسی سے بیعت بھی ہو اور بیعت لینے کی صحیح اجازت بھی ملی ہوئی ہو۔ لیکن پیر بدعات

مرشدوں میں جو نیک صفات ہونی چاہیئے وہ اس پیر میں نہ ہوں بلکہ ایسی
صفات ہوں جس سے مرید کا دل اس سے متنفر ہوا اور پھر جائے۔ ایسے پیر کیساتھ
رہنے کو مرید بجائے فخر سمجھنے کے ننگ و عار جانے۔ تو ایسے پیر کو چاہئے
کہ اپنے مریدوں کو دوسرا پیر ڈھونڈھنے کی ہدایت کرے یا خود ان شخصوں
سے جدا ہو کر اپنی صفات ذمیمہ دور کرنے اور صفات حمیدہ حاصل کرنے
کے لئے اپنے واسطے کوئی پیر تلاش کرے۔ غنیۃ الطالبین میں حضرت
غوث الثقلین قدس اللہ سرہ نے لکھا ہے۔

فَاِنْ اَخْشَنَ الْخُلُقَ وَالْقَوْلَ مَعَهُمْ
وَاَفْشَا اَسْرَارَهُمْ وَاغْتَابَهُمْ
وَثَلَبَهُمْ وَذَكَرَ مَسَاوِيَهُمْ
نَفَرَتْ قُلُوْبُهُمْ عَنْ قَصْدِهٖ
وَمُصَاحَبَتِهٖ وَصَارَ ذٰلِكَ
تُهْمَةً عِنْدَهُمْ فِيْ اَهْلِ الطَّرِيْقَةِ
وَفِيْمَا قَدْ غَرَسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مِنْ حُبِّ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ فَلْيَحْذَرْ
مِنْ ذٰلِكَ جِدًّا فَاِنْ غَلَبَ
هٰذَا عَلَيْهِ وَلَا يُمْكِنُهٗ تَدَارُكُهٗ
فَلْيَعْزِلْ نَفْسَهٗ عَنْ هٰذِهِ
الْمَشْيَخَةِ وَالْوِلَايَةِ وَلْيَنْفَرِدْ

پس اگر پیر بدخلقی و بدگوئی مریدوں کے
ساتھ کرے اور انکے اسرار کو ظاہر کردے
اور ان کی غیبت اور عیب جوئی کرے
اور ان کی برائیوں کو بیان کرے تو
ان مریدوں کے دل نفرت کرینگے اسکے
قصد اور مصاحبت سے اور یہ انکے نزدیک
تہمت ہوگی اہل طریقت میں اور جو
کچھ انکے دلوں میں اولیاء اللہ کی محبت
بیٹھ چکی تھی پس (ایسی بری صفات
کا پیر) کوشش کرکے اس صفات سے بچے
پس اگر یہ (بری صفات) اس پر
غالب آگئی ہو اور اسکا تدارک ممکن نہ ہو تو

عَنِ الْمُرِيْدِيْنَ وَيَشْتَغِلُ بِمُجَاهَدَةِ نَفْسِهٖ وَرِيَاضَتِهَا وَطَلَبِ شَيْخٍ يُؤَدِّبُهٗ وَيُقَوِّمُهٗ وَيَهْدِيْهِ فَلَا يَصْلُحُ اَنْ يَكُوْنَ شَيْخًا مَعَ هٰذِهِ الْاٰفَاتِ فَهِيَ قُطَّاعٌ عَلَى الْمُرِيْدِيْنَ طَرِيْقَتَهُمْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

چاہئے کہ اپنی ذات کو اس منصب اور سرداری سے معزول کرے۔ اور مریدوں سے جدا ہو جائے اور اپنے نفس کے مجاہدہ و ریاضت میں مشغول ہو جائے اور کسی پیر کے طالب ہوں کہ (جو) اُسکو ادب دیکر اور نیک صفات پر قائم کر دے اور اُسکو سنوار دے کیونکہ ایسی آفات کیساتھ وہ شیخی (پیر و مرشد ہونے) کی صلاحیت نہیں رکھتا تو مریدوں کی راہ کو کاٹنے جو خدائے عزوجل کی طرف ہے۔

اس حال میں اس کے مریدوں کو بھی چاہئے کہ دوسرا پیر تلاش کریں۔ اور اُس پہلے پیر سے یہ نہ کہیں کہ میری بیعت توڑ دو یا یہ کہ ہم تمہاری بیعت توڑ دیتے ہیں۔ ایسا کہنا نہ چاہئے۔ اس لئے کہ بیعت و اجازت بیعت کی حیثیت سے اُس میں نقصان نہ تھا تو اس کی توہین سے پیران سلسلہ کی غیرت کا خوف ہے جس سے اُن توہین کرنے والے مریدوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔ اور اوپر گذری ہوئی حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہو کہ بیعت توڑنے کی درخواست جائز نہیں۔

س اگر تجدید بیعت درست ہے تو بیعت کرنے کی کیا وجہ ہو اگر ایسا خام قاعدہ ہے۔

ج اس کا جواب اوپر ط۱۳ میں گذر چکا کہ بیعت اگر صحیح ہو تو وہ

رد نہیں کیجاتی اور نہ توڑی نہیں جاتی حدیث بخاری سے معلوم ہو گیا کہ بدوی
عرب کے مکرر تین بار بیعت توڑنے کی درخواست پر بھی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت توڑنے سے انکار فرمایا۔ اور جو بیعت صحیح
ہی نہ ہو تو وہ بغیر رد کرنے کے پہلے ہی سے مردود ہے۔ وہ بیعت ہی نہ تھی جس کے
لئے توڑنے یا نہ توڑنے کا سوال ہو۔ اور جب صحیح بیعت توڑی نہیں جاتی تو اسکو
خام قاعدہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔

س بیعت کس کس امور سے ٹوٹتی ہے۔

ج اسکا مفصل جواب تو نمبر ۱۲ اور نمبر ۱۳ میں گذر چکا ہے۔ لیکن ایک صورت
یہ ہے کہ جس کے ہاتھ پر بیعت کی گئی ہو وہ جب صریح طرح پر اللہ و رسول کے احکام
کے خلاف کام کرنے پر مصر دیکھا جائے یا عقائد اہل سنت کے خلاف پایا جائے
جس کی تاویل نہ ہو سکے تو اُس کی بیعت ٹوٹ جاتی ہے اور جتنے لوگوں نے
اُس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی وہ سب آزاد ہو جاتے اور اس کی بیعت سے
نکل جاتے ہیں۔ اور ناگہانی کسی گناہ میں اگر مرشد ملوث پایا جائے تو اُس کی
تاویل کیجائیگی۔ اور ممکن ہے کہ مرید کا امتحان لینے کو اُس نے ایسا کام کیا ہو
کہ وہ گناہ نہ ہو اور ظاہر دیکھنے میں اُس پر گناہ کا گمان ہو کیونکہ جسکو پیر و مرشد
ہونے کی لیاقت حاصل ہو گئی وہ نہ تو بدعقیدہ ہوتا ہے نہ گناہوں پر مصر
ایسی صورت میں نہ بیعت ٹوٹتی ہے اور نہ بیعت توڑنے کی درخواست
کیجا سکتی ہے۔

س اگر مرید حامل ارشاد مرشد کا نہ ہوے۔ تو کیوں مرید کو باغی نا تصور

کیا جائے۔

ج اگر مرشد کا ارشاد عقائد حقہ اہل سنت و مسائل متفقہ شریعت و احکام مسلمہ اہل طریقت کے موافق و مطابق ہو تو جو مرید اُسکا عامل نہ ہو وہ باغی تصور کیا جائیگا۔ اور اختلافی مسائل میں اگر پیر اپنے علم و تحقیق پر کام کرتا ہو اور مرید اپنے علم و تحقیق پر تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر پیر و مرید میں جزئی مسئلہ میں اختلاف ہو تو پیر کو اس کی ضرورت نہیں کہ اپنی تحقیق کے موافق کام کرنے کو مرید پر جبر دے کہ وہ اپنی تحقیق کو صحیح جاننے کے ساتھ اُسکو چھوڑ کر پیر کے ارشاد کی تعمیل پر مجبور ہو۔ اور جب وہ اس قسم کے ارشاد کی تعمیل پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے تو ایسے ارشاد کے عدم تعمیل پر باغی بھی نہ ہوگا۔ شافعی پیر کا مرید حنفی مالکی حنبلی اور حنفی پیر کا مرید شافعی مالکی حنبلی اور مالکی پیر کا مرید حنفی شافعی حنبلی اور حنفی پیر کا مرید حنفی شافعی حنبلی اور حنبلی پیر کا مرید حنفی مالکی شافعی یا کسی فقیہ کا مرید عامل بالحدیث ہو تو یہ سب کے سب اپنے اپنے مذہب پر رہکر مطیع و فرماں بردار مرید سمجھے جائینگے نہ باغی۔ کیونکہ یہ جزئی مسائل کے اختلافات ہیں اور قابل اعتبار نہیں۔ اور پیر کو اسکا حق نہیں کہ مرید کو اُس کے مذہب سے چھوڑا کر اپنے مذہب پر لائے اگر مرید خود سے مذہب پہلا چھوڑ کر پیر کا مذہب اختیار کرلے تو وہ خود مختار ہے پیر کو مرید پر جبر دینا نہ چاہئے۔

س مرید پر مرشد کا درجہ غالب ہے یا مرید کا مرشد پر۔

ج اس سوال میں مجھے شک ہے کہ درجہ سے یہاں پر سائل کا مقصود کیا ہے۔ اگر درجہ سے مراد مرتبہ ہے تو مرشد کا مرتبہ غالب اور اعلیٰ اور ارفع ہے

مرید کے مرتبہ سے کیونکہ مرشد ولی اللہ میں سے ہو یا عارف باللہ میں سے عرفان
کے کل منازل طے کئے ہوئے ہے اور مرید یا قطع منازل میں ہے یا اگر وہ بھی
عرفان حاصل کر چکا ہے یا ولایت کے درجہ پر فائز ہو گیا ہو تو بھی چونکہ اسی
مرشد کے ذریعہ اور رہنمائی سے پہنچا ہے ان دونوں کے مراتب میں وہی فرق ہے
جو استاد و شاگرد میں تعلیم و تعلم یعنی استادی و شاگردی کی حیثیت و مراتب
کے سبب سے فرق ہے۔ اگرچہ شاگرد عالم و فاضل ہو گیا ہو تو جس طرح استاد کا
مرتبہ استادی کی حیثیت سے اعلیٰ و ارفع ہے شاگرد کے مرتبہ سے مرشد کا مرتبہ
ارشاد و ہدایت کرنے کی جہت سے اعلیٰ و ارفع و افضل ہے مرید کے مرتبہ سے
اور اگر درجہ سے مراد حق ہے اور اس سوال کا یہ مطلب ہے کہ مرشد و مرید میں
کس کا حق کس کے حق پر غالب ہے یعنی مرشد کا حق جو مرید پر ہے اور مرید کا حق
جو مرشد پر ہے ان میں سے کس کا حق کس کے حق پر غالب ہے تو اس کا جواب
یہ ہے کہ دونوں کے حقوق الگ الگ نوعیت کے ہیں کیونکر ایک کو دوسرے پر غالب و مغلوب
بتایا جائے البتہ دونوں میں ہر ایک کا حق دوسرے پر مختلف ہے اور بہت
زیادہ ہے جس کا ادا کرنا مشکل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال بیعت طریقت

کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ پیر و مرشد کا ہاتھ پکڑنا سنت ہے یا [illegible]
مرشد کا [illegible]
[illegible] ہے کہ ہمیں لوگوں کو قرآن مجید اور حدیث شریف کا علم کل

نہیں ہے۔ وہ کلام اللہ اور احادیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتے۔ اور مرید و پیر و مرشد کے معنے نہیں جانتے
وہ لوگ مردان خدا کے حال سے واقف نہیں اس سبب سے ایسا کہتے ہیں
اگر کبھی خدا والے لوگوں سے اونکا ساتھ ہو جاوے تو اونکو معلوم ہو جائے
کہ مرشد بنانے والے بت پرست ہیں یا خدا پرست۔

پیر و مرید کے درمیان تعلق بیعت کے سبب سے ہوتا ہے۔ اور بیعت کرنی
قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔ پیر و مرشد بنانے میں کیا ہوتا ہے
اس کو تم اچھی طرح سے جانتے ہو ۔بیعت لیجاتی ہے تو کیا ہوتا ہے۔ گناہوں
سے توبہ کرانا اور گناہ نہ کرنے کا وعدہ لینا۔ کلمہ شہادت اور امنت باللہ
وغیرہ پڑھانا۔ اب بیعت لینے کا حکم قرآن مجید سے سنو۔ سورہ ممتحنہ
رکوع ۲ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا
یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا
یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ
بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ
فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط

ترجمہ اے پیغمبر تمہارے پاس جب مسلمان عورتیں اس بات
پر بیعت کرنیکو آئیں کہ کسیکو خدا کے ساتھ (عبادت میں) وہ شریک
نہ کرینگی اور نہ چوری کرینگی اور نہ حرام کاری کرینگی اور نہ اپنے لڑکوں کو
مار ڈالیں گی اور نہ (کسی پر) جھوٹ بہتان باندھینگی اور نہ شریعت

ہیں تمھاری نافرمانی کریں گی۔ تو اون سے بیعت لو اور خدا سے اونکے
لئے بخشایش چاہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ خیال نکرنا کہ اس آیۃ میں تو عورتوں کی بیعت کا بیان ہو مردوں کی
بیعت کا ثبوت اس سے کیونکر ہوگا مردوں کی بیعت کا بیان سورہ فتح
میں موجود ہے۔ اور اس آیۃ سے بھی مردوں کی بیعت کا ثبوت ہوجاتا
ہے سنو اللہ تعالی نے فرمایا۔ اِذَا جَاءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ
جب تمھارے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو آئیں۔ غور کرو۔ عورتیں
کیوں آئیں وہ کیا جانیں کہ بیعت کیا چیز ہے۔ اس میں کیا کرنا ہوتا ہے۔ کیا کہنا
ہوتا ہے۔ اور بغیر واقفیت کے وہ کیونکر ان باتوں کا وعدہ کرسکتی تھیں
کہ کسی کو خدا کا شریک نہ بنائیں گی۔ چوری نہ کریں گے۔ حرام کاری نکرینگی
اپنے لڑکوں کو مار نہ ڈالیں گی۔ کسی پر تہمت بہتان نہ کریں گی۔ شریعت
میں پیغمبر کی فرماں برداری کریں گی۔ لیکن مردوں سے سنکر وہ جانتی
تھیں کہ مرد لوگ بیعت کرتے ہیں اور ان باتوں کا معاہدہ کرتے ہیں
تو ان کو بھی بیعت کرنے کا شوق دل میں پیدا ہوا اور جب اس نیت سے
عورتوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہونیکا ارادہ
کیا تو خدائے علیم نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دے دی۔
اور عورتوں کی بیعت لینے کا حکم فرمایا جس کے بعد مثل مردوں کے عورتوں نے
بھی بیعت کرنی شروع کردی۔ باقی رہی یہ بات کہ مرد لوگ بھی بیعت کے وقت
ایسا ہی کہتے تھے تو اس کا بیان حدیث مذکور میں سنو بخاری شریف کتاب الایمان

میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وحولہ عصابۃ من اصحابہ بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئاً ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببھتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوا فی معروف فمن وفیٰ منکم فاجرہ علی اللہ ومن اصاب من ذلک شیئاً فعوقب فی الدنیا فھو کفارۃ لہ ومن اصاب من ذلک شیئاً ثم سترہ اللہ فھو الی اللہ ان شاء عفا عنہ وان شاء عاقبہ فبایعناہ علی ذلک

ترجمہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد تھوڑا مجمع آپکے اصحاب کا تھا۔ آپنے فرمایا تملوگ مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہ بناؤ اور چوری نہ کرو اور زنا نہ کرو اور اپنی اولاد کو مار نہ ڈالو۔ اور کسی پر جھوٹ بہتان نہ باندھو اور احکام شریعت میں نافرمانی نہ کرو۔ تو جو کوئی تم میں سے اپنا عہد پورا کریگا اوس کا ثواب دینا اللہ تعالیٰ پر ہے اور جو کوئی اس میں سے کسی گناہ میں پڑ جائے اور دنیا میں حدود شرعی کی سزا پا جاوے تو وہ اوس کے گناہوں کا کفارہ ہے اور جو کوئی اس میں سے گناہ میں پڑ جائے پھر اللہ کی ستر پوشی میں آجائے (یعنی گناہ ظاہر نہ ہو اور حد شرعی جاری نہ ہو) تو اوس کا معاملہ اللہ کی طرف (سونپا ہوا) ہے وہ چاہے معاف کرے چاہے سزا دے (قیامت کے دن) تو ہملوگ نے اس بات پر آپ سے بیعت کر لی۔

پیرو مرشد بھی اپنے مرید سے اسی طرح کی بیعت لیتا ہے۔ کلمہ توحید پڑھاتا

استغفار پڑھاتا سارے شرک وکفر اور گناہوں سے توبہ کراتا اور اقرار لیتا ہے کہ پھر ایسا کوئی کام نکرینگے لیا یہ سب شرک وکفر ہے اگر اس کا نام شرک وکفر ہے تو ایمان وتوبہ کی تلقین کس چیز کا نام ہے۔

اب پیر ومرشد اور مرید ومسترشد کے معنی بھی سن لو۔ پیر یا مرشد کس کو کہتے ہیں اس کی صفت کیا ہے۔ پیر فارسی لفظ ہے۔ ہندی یا اردو میں اسکا ترجمہ بوڈھا اور عربی میں شیخ ہے۔

درویشوں کی اصطلاح میں پیر یا شیخ اس کو کہتے ہیں جو خدا کی راہ طے کئے ہوا ہو اور دوسرے لوگوں کو خدا کی راہ پر لے چلے۔ مرشد عربی لفظ ہے اس کا ترجمہ اردو میں راہ دکھانیوالا اور فارسی میں راہ نما ہے تو جو شخص خدا کی راہ پر لے چلے خدا کی راہ دکھائے اُس کو مرشد کہتے ہیں

پیر یا مرشد کی صفت یہ ہے کہ شریعت کا پابند ہو۔ حدیث احسان کے مطابق اوسکا سب کام خدا کے واسطے ہو۔ اپنے نفس کے واسطے نہ ہو وہ ہر وقت اپنے کو خدا کے سامنے اور خدا کو ہر وقت حاضر پاتا ہو۔

مرید عربی لفظ ہے اسکا ترجمہ فارسی میں ارادتمند اور اردو زبان میں چاہنیوالا ارادہ کرنیوالا ہے درویشوں کی اصطلاح میں مرید اسکو کہتے ہیں جو خدا کو چاہنے والا یا یہ سمجھو کہ خدا کا طالب ہو۔ اور خدا تک پہنچنے کی غرض سے خدا کی راہ دیکھانیوالے کسی شخص کے پاس پہنچکر خدا کی طلب میں لگ جائے مسترشد کا ترجمہ اُردو میں راہ ڈھونڈھنے والا۔ یعنی خدا تک پہنچنے کی راہ ڈھونڈھنے والا۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ پیر یا مرشد وہ ہے جو خدا کی

راہ کی منزلیں خود طے کئے ہوئے ہو اور دوسروں کو خدا کی راہ دکھاتا اور خدا کی راہ پر لے چلتا ہے۔ مرید وہ ہے جو خدا کا طالب ہو۔ پیر و مرشد کا کام یعنی خدا کی راہ دکھانا یہ کام اصل میں پیغمبروں کا تھا۔ جب پیغمبری کو خدا نے ختم کر دیا تو پیغمبر کے نائبوں کو اس کام پر مقرر کیا۔

اسی معنی میں کسی بزرگ نے کہا ہے اَلشَّیْخُ فِی قَومِہٖ کَالنَّبِیِّ فِی اُمَّتِہٖ ترجمہ شیخ اپنی قوم میں جیسے پیغمبر ہو اپنی امت میں۔ تو شیخ کہو یا پیر یا مرشد وہ اپنے وقت میں اپنے علاقہ میں خدا کی راہ بتانے میں نائب ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ جن کی صحبت میں رہنے کے لئے خدا تعالیٰ کا حکم ہے کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔ سچے لوگوں سے غرض پیغمبر اور اُن کے نائبین ہیں تاکہ ان کے ساتھ رہنے کے اثر سے اس میں بھی صدق کی صفت آجائے اور صد یقین میں شمار ہونے لگے۔ خدا تعالیٰ نے تین قسم کے آدمی بنائے ہیں۔ ایک وہ جو دنیا کے مرید ہیں جن کی نسبت قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ مِنْکُمْ مَنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا ترجمہ بعض تم میں سے وہ ہے جو دنیا چاہتا ہے دوسرے وہ جو آخرت کے مرید ہیں۔ یہ بہشت کی نعمتوں کے چاہنے والے ہیں ان کی نسبت فرماتا ہے مِنْکُمْ مَنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ ترجمہ بعض تم میں سے وہ ہے جو آخرت چاہتا ہے تیسرے وہ جو نہ دنیا نہ آخرت چاہتے صرف خدا کی ذات چاہتے ہیں۔ ان کے بارہ میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لِلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ ترجمہ اون کے لئے جو خدا کی ذات چاہتے ہیں یعنی

خدا کے مرید ہیں۔ جب خداے تعالیٰ نے دنیا کے مرید کو مشرک نہ فرمایا۔ آخرت کے مرید کو مشرک نہ کہا تو خدا کے مرید کو جو خدا تک پہنچنے کے لیے ایک خدا رسیدہ شخص کو اپنا رہنما بناتا ہے بت پرست اور مشرک کہنا ایسے ہی لوگوں کا کام ہو جو قرآن مجید اور حدیث شریف کا علم نہیں رکھتے خداے عزوجل کے مریدوں کی خوش قسمتی کو کیا پوچھنا ہے جب ان لوگوں کے واسطے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مقام میں فرمایا فَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ۔ **ترجمہ** اور اپنے کو تھام رکھو اون کے ساتھ جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے رہتے ہیں۔ طالب ہیں اوس کی ذات کے اور نہ دوڑیں تمھاری آنکھیں اون سے ہو کر (دوسرے کیطرف) پھر ایک اور مقام میں فرمایا وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ **ترجمہ** اور ان کو نہ نکالو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام طالب ہیں اوس کی ذات کے یعنی اوس کی مرید ہیں اُس کے بعد فرمایا فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ **ترجمہ** (کہیں) تم انہیں نکال دو تو (اس سبب سے) ظالموں میں سے ہو جاؤ۔

اوپر لکھا گیا ہے کہ درویشوں کی اصطلاح میں خدا کے طالب کو مرید اور جو خدا کی راہ کی منزلیں طے کر چکا ہو اور اب دوسروں کو اوسی راہ پر لے چلتا ہو اوسے پیر یا مرشد یا شیخ کہتے ہیں۔ اور یہ جو کہا جاتا

ہے کہ فلاں بزرگ کا مرید ہے یہ مجازاً ہے حقیقتاً وہ خدا کا طالب
خدا کا مرید ہے نہ کسی آدمی کا۔ جب خدا ہی نے کہدیا یُرِیۡدُوۡنَ
وَجۡهَ اللّٰهِ ترجمہ طالب ہیں خدا کی ذات کے یعنے مرید ہیں خدا
ذات کے تو حقیقت میں اور عند اللہ وے خدا کے مرید ہیں نہ کسی مخلوق
کے۔ ان لوگوں کا کام ہے لوجہ اللہ خدائے عزوجل کی یاد میں
لگے رہنا ہے

یاد تو ہر دم انیس جان من ٭ اے خیالت ہر شبے مہمان من
انہیں نہ دنیا کی لذائذ کی ہوس نہ یوم الدین (روز قیامت) کی نعائم
کی تمنا سچ ہے ہ

ما بقیمات کوئے دلداریم ٭ رخ بدنیا ودیں نمی آریم
بہت سے دنیا کے طالب دنیا کی بے ثباتی دیکھکر دنیا سے منہ پھیر لیتے
اور اس کے بدلے میں آخرت کے طالب ہو جاتے ہیں اس لئے کہ آخرت
کی نعمتیں باقی رہنے والی ہیں۔ لیکن، آخرت کی نعمتوں بہشت کی آسائشوں کو
چھوڑنے والے بہت ہی کم نظر آتے ہیں غور کروگے تو بہت لوگوں کا روزہ نماز
حج زکوٰۃ اور خیر کے سارے کام بہشت ہی ملنے کی آرزو میں پاؤگے اسلئے
اللہ تعالیٰ نے انہیں آخرت کا طالب و مرید فرمایا مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ
ترجمہ تم میں سے کچھ لوگ آخرت یعنی بہشت کے طالب یعنی اسکے مرید ہیں
تھوڑے بندے خدائے عزوجل کے ایسے بھی ہیں جن کا سارا کام خدا تعالیٰ
کی خوشنودی کے واسطے ہوتا ہے جن کی حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

اپنے رب کو صبح و شام پکارتے رہتے ہیں طالب یعنی مرید ہیں اوس (رب) کی ذات کے۔ یہ لوگ نہ دنیا کے طالب و مرید ہیں نہ آخرت کے یہ خدا کے سوا کچھ نہیں چاہتے انکا قول ہے ؎

دنیا طلبد غافل عقبیٰ طلبد عاقل ما من عاشقم و بے دل جز یار نمی خواہم

اس سے بڑھکر خدا پرستی اور کیا ہو سکتی ہے۔ افسوس ہے اون کے حال پر جو ان اللہ والوں کو بت پرست بتاتے ہیں۔ والسلام

اجازت نایافتہ و بیعت ناشدہ شیخ سے مرید ہونیکا حکم

مصدر عنایات غائبانہ دامت عنایاتکم

بعد سلام مسنون اسلام مشہود خاطر شریف ہو کہ سوال کا جواب لکھکر سوالات کے کاغذ کے ساتھ چسپاں کر دیا ہے۔ اتنی فرصت نہیں کہ کتابوں کی عبارت لکھی جائے بزرگان طریقت کل سلاسل و طرق کے اسی بات پر متفق ہیں۔ یعنی مرید کرنیوالا خود کسی کا مرید ہو اور اپنے پیر یا کسی دوسرے صحیح السلسلہ سے مرید کرنیکی اجازت رکھتا ہو تو مرید کرے۔ بے پیرا اور غیر اجازت یافتہ مرید نہیں کر سکتا ہے۔ اور شجرۂ پیران طریقت کا سلسلہ ہونا چاہئے منقطع نہ ہو۔

نذیر نامی (جس کی نسبت مسئلہ پوچھا گیا ہے سوال کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ) اہل طریقت بزرگان کے خاندان سے ہے وہ تین کرسی سے

بسبب ناداشتگی وغیرہ کے اوس کا سلسلہ صحیح نہ رہا۔ اگر وہ آپ کے اہل قرابت
یا دوستان اہل خصوص میں سے ہو تو آپ اوس بیچارہ ناواقف کو پند و نصیحت
سے اس بات پر آمادہ کر دیں کہ اوس کے جد مرحوم عمرو نے جسکو اجازت خلافت
اور تسبیح اور کتب و وظائف مرید کرنیکی پہلے اور شجرہ پیران سلسلہ میں زید کے بعد
نام نصیر کا اور نصیر کے بعد عمرو کا اور عمرو کے بعد عمرو کے خلیفہ کا نام ضرور لکھے
اگر نذیر کو اجازت اس خلیفہ سے ملی تو یہ سلسلہ متصل ہو جائیگا اور عمرو کے
خلیفہ کے اجازت یافتہ سے اس کو اجازت ملے تو اس اجازت دینے والیکا
نام بھی لکھے۔ اور اگر نذیر کو کسی خاص وجہ سے عمرو کے خلیفہ یا خلیفہ کے
خلیفہ سے اجازت لینے میں تامل اور انکار ہو تو کسی دوسرے بزرگ صاحب
سلسلہ سے اجازت لے لے۔ ورنہ بصورت مندرجہ سوال نذیر کو جائز
نہیں کہ وہ کسیکو مرید کرے۔ نذیر کے ہواخواہ اور دوست کو ضرور ہے۔
کہ نذیر کو سمجھا کر راہ راست پر لے آئیں کہ اوس کی حق میں دوستی یہی ہے
کہ اوس کو ناجائز کام سے چھوڑا کر جائز کام پر لگا دیں۔ والسلام

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و عرفائے اہل یقین اس مسئلہ میں کہ زید شیخ وقت نے اپنے بیٹے عمرو کو
امور فقر میں اپنا خلیفہ نہیں کیا اور نہ اجازت مرید کرنے کی دی۔ عمرو نے بعد وفات اپنے والد
زید کے بوجہ نہ پانے خرقہ فقر و اجازت کے انکے ایک خلیفہ نصیر سے اجازت و خلافت حاصل کی
تھی مگر جب کسیکو مرید کیا تو اپنے باپ زید کا نام سہو کیا۔ اپنے پیر اجازت کا نام شجرہ میں لکھنا نہیں

معمول تھا یہ طریقہ عمرو کا مطابق کتب اہل طریقت و مشائخ عظام جائز ہوا یا نہیں؟
پھر عمرو نے اپنے بیٹے خالد کو اپنی حین حیات خرقہ دیا جسکو خالد نے کچھ عرصہ بعد پہنکر واپس کیا
کہ میں نہیں لونگا اور نہ کبھی خالد نے عمرو کی زندگی میں تجدید اجازت خلافت کی بابت کچھ تذکرہ کیا۔
البتہ عمرو نے اپنے مرض دو سال میں قریب انتقال اپنی تسبیح و کتب ظائف وغیرہ ایک دوسرے شخص بکر
کو جو اوسکا اہل تھا مع اجازت خلافت کے دی اور اپنے مریدین کو بھی اوسی کے سپرد کیا مگر
اپنے بیٹے خالد کو بوجہ اسکے نا اہل ہونے خرقہ واپس دینے کے کچھ نہیں دیا۔ لیکن بعد وفات عمرو
کے خالد نے خود بخود اوسی خرقہ کو پہنکر اپنے والد کے نام سے مرید کرنا شروع کر دیا اور اسی پر عامل
رہے۔ یہ عمل خالد کا بلحاظ کتب معتبرہ اہل تصوف درست تھا یا نہیں اور جبکہ انکو والد عمرو کو
اپنے والد زید سے اجازت و خلافت نہیں تھی تو خالد اپنے مریدین کے شجروں میں اپنے والد عمرو
اور اپنے دادا زید کا نام لکھ سکتا تھا یا نہیں جیسا کہ اوسکا معمول تھا موافق کتب
اہل طریقت جواب ہونا چاہیے۔
خالد نے اپنے بیٹے نذیر کو اپنی زندگی میں اپنا خرقہ دیا (جو بوا بید تحریر بالا ناجائز ہونا چاہیے تھا)
اب نذیر اپنے مریدین کو اپنے باپ خالد اور دادا عمرو کے نام سے مرید کرنیکا معمول رکھتا ہے
اور شجرہ میں بھی انہیں دونوں کا نام لکھا جاتا ہے حالانکہ دونوں غیر مجاز تھے۔ ایا یہ طریقہ نذیر کا جائز
ہے یا ناجائز؟ جبکہ عمرو کو خلافت و اجازت اپنے باپ زید سے نہ تھی تو عمرو و خالد و نذیر
پیران سب کا یہ فعل و عمل بر روئے طریقت ناروا ہونا چاہیے یا نہیں؟
امید کہ کتب معتبرہ سے تحقیق فرما کر ان تینوں امور کا جواب مفصل عنایت ہووے
اللہ تعالی آپکو جزائے خیر دیوے بینوا توجروا۔

المستفتی
کمترین محمد احمد علوی غفرلہ البارئ۔ از اٹاوہ

الجواب

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ خاتم النبیین سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

پہلے یہ ظاہر کرنیکی ضرورت ہے کہ شجرۂ طریقت کیا ہے اور مریدوں کو شجرہ طریقت دینے سے پیران طریقت کا کیا مقصد ہے۔

واضح ہو کہ شجرۂ طریقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پیران طریقت کے انتساب کی سند متصل ہے جسطرح احادیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہوتی ہے۔ مریدوں کو شجرۂ طریقت دینے میں بزرگوں نے بہت فوائد ملحوظ رکھے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مرید اور دوسرا دیکھنے والا بھی معلوم کرے کہ ان بزرگوں کے واسطوں سے یہ سلسلہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اور یہ کہ مرید فلاں بزرگ کے واسطے سے اس سلسلہ میں داخل ہوا ہے۔

اور سمجھ لینا چاہئے کہ جس طرح احادیث کی روایت میں اگر ایک یا دو راوی کا نام راوی درمیان سے چھوڑ دے تو وہ روایت ضعیف کہی جائیگی۔ شجرہ پیران طریقت میں سے بھی اگر ایک یا دو نام قصداً چھوڑ دیا جائے تو بسبب اتصال باقی نہ رہنے کے وہ سلسلہ لائق اعتماد کے نہیں رہتا۔ اور منقطع سمجھا جاتا ہے۔ اسکے بعد سوالات کا جواب موافق نمبر کے لکھا جاتا ہے۔

۱ج جائز نہیں۔ اس لئے کہ اوسے اوس شخص کا نام شجرہ میں ضرور لکھنا چاہیئے تھا جس سے مرید کرنیکی اوسے اجازت ملی ہے۔

سلسلہ کو منقطع کرنا نہیں چاہئے۔ اور وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اور اپنے والد کے درمیان اوس شخص کا نام لکھے جس سے اسنے اجازت پائی اور اوسکو والد سے اجازت ملی تھی

بیچ مجرد خرقہ دینے سے اجازت ثابت نہیں ہوئی کیونکہ خرقہ تبرکا نہ بھی دیا جاتا ہے جس سے اجازت بیعت اور خلافت مقصود نہیں ہوتی پھر جب اوس نے خرقہ کو واپس دیدیا۔ اور خرقہ دینے والا اوس کا والد ناخوش رہا۔ مرتے تک اوس کو اجازت وخلافت کچھ نہ دیا ایسی حالت میں خالد کو اپنے والد کے سلسلہ میں مرید کرنا اور شجرہ دینا اہل طریقت کے نزدیک جائز نہیں۔ اس لئے کہ اوسکو اپنے والد سے اجازت مرید کرنیکی نملی۔ اور بغیر اجازت کے مرید کرنا اوس سلسلہ کا شجرہ دینا۔ ان دونوں میں سے کوئی کام اوسے جائز نہیں۔

بیچ خالد نے اپنے بیٹے نذیر کو اگر اپنی طرف سے خرقہ دیا تو یہ خرقہ دینا اوس کا صحیح نہیں کیونکہ دوکرسی اوپر سے اوس کا سلسلہ متصل نہیں رہا۔ بلکہ منقطع ہوگیا ہے۔ اس لئے نذیر کا مرید کرنا اپنے دادا کے سلسلہ میں جائز نہیں۔ نذیر کے دادا عمرو کو گو اپنے والد سے اجازت نہ تھی لیکن اوس کے والد کے مرید وخلیفہ سے اجازت ملگئی تھی وہ سلسلہ متصل ہوگیا تھا۔ مگر اوس نے اپنی نادانستگی یا کسی دوسری وجہ سے اجازت دینے والے کا نام نہ لکھا اور سلسلہ کو منقطع کردیا۔ لیکن جب عمرو نے خالد کو اجازت ہی نہ دی تو اب حقیقتہً یہ سلسلہ منقطع ہوگیا۔ نذیر کو اس سلسلہ میں مرید کرنا جائز نہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تمت بالخیر